لیشرف ملاحظہ عالی جناب مرزا محمد جعفر صاحب مدظلہ - کراچی - زین العابدین



29/3/8
11837
MAKTAB ... TRUST 11837

# اسد اللہ الغالب مولانا علیؑ ابن ابی طالبؑ

تالیف

سید زین العابدین

بیادگار محفلِ مقاصدہ منعقدہ ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۶ھ

مطابق ۱۷ اگست ۸۶ء

بلا قیمت

برائے ایصال ثواب جناب سید اسرار حسین صاحب مرحوم و
جناب ماسٹر سید ابرار حسین صاحب مرحوم دریا آبادی - الہ آبادی -
(انڈیا) و جناب زبدۃ العلماء حضرت آغا مہدی صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہ
سابق مدیر الواعظ لکھنؤ -

التماس :- ایک مرتبہ سورۃ حمد و تین مرتبہ سورۃ توحید پڑھکر
اس تلاوت کا ثواب متذکرہ بالا مرحومین کی ارواح کو ایصال فرمائیں -

شکریہ - زین العابدین

علی پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر 5395 - کراچی نمبر ۳

MAAB 1431
maablib.com

# عرض مؤلف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للّٰہ الذی کفٰی وصلوٰۃ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اللہ کا احسان عظیم ہے کہ میری حقیر کاوش بشکل کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کوشش رہی ہے کہ غلط فہمیاں دور ہوں۔ اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔ اور اتحاد کی برکتوں سے ملک و ملت مستفید ہو۔ بنیاد اتحاد کیا ہو؟ پاکستانی قوم کا تصور قومیتوں کے حقوق کے شور میں دب گیا اور مسلم ملت کا تصور فرقہ واریت کی نذر ہو گیا۔ وجہ ظاہر ہے ۔ دل صاف نہیں ہے کہ انصاف نہیں ہے ۔ وہ انصاف نہیں ہے کہ دل صاف نہیں ہے ہم جن متعدی امراض کا شکار ہیں ان کا علاج میری نظر میں تزکیہ نفس ہی ہے۔ اس سے رواداری درگزر بلکہ ایثار کا جذبہ پیدا ہوگا۔ پھر انشاء اللہ معاشرہ سدھر جائیگا۔

بہر حال اپنے جن بزرگ محسنوں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھنے کی درخواست کی ہے ان میں جناب سید اسرار حسین مرحوم میرے پھوپھا تھے۔ مجھ پر شفقت فرماتے۔ اپنے وقت کے مشہور کرکٹ کھلاڑی یو۔پی۔ گورنر الیون میں عرصے تک رہے۔ مسلم لیگ کے تمام جلسوں میں جو الہ آباد میں ہوئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے مجھے ساتھ رکھتے۔ آج بھی مسلم انڈین اسکول کے میدان کا تاریخی جلسہ نظروں میں ہے۔ آرائشی محراب پہ شعر تھا ۔ اس آیت کو پڑھتا چلا جا غریب ۔ نصر من اللہ و فتح قریب۔ اللہ مغفرت کرے۔ بڑے مرد مومن مجاہد تھے۔

ماسٹر سید ابرار حسین بھی اپنے وقت کے اچھے کھلاڑی۔ ماڈرن ہائی اسکول کے حوالے سے مشہور میرے قریبی رشتہ دار تھے۔ میں بچپن میں ان کے گھر کافی دنوں تک رہا ہوں انھوں نے مجھے اسکول میں بھی اور گھر پر پڑھایا۔ آدمی باصلاحیت با ہمت تھے انکی دوستی ہندو مسلم اور عیسائی سب ہی سے تھی اور سب میں یکساں مقبول تھے۔ اللہ مغفرت کرے۔ حضرت زبدۃ العلماء آغا مہدی صاحب قبلہ مرحوم۔ خاندان اجتہاد کی نمایاں فرد۔ دین کی بے غرض خدمت کرنے والے۔ حوالے جات نوکِ زبان پر۔ کیا مجال کہ غلطی ہو جائے۔ ستّر سے اوپر کتابوں کے مصنف۔ بڑھاپا۔ بینائی سے محروم۔ کمر خمیدہ۔ متعدد امراض میں مبتلا۔ مگر کتاب پر کتاب تالیف ہو کر بازار میں آتی رہیں۔ مجھ پر خصوصی شفقت تھی۔ رہبری فرماتے۔ تصنیف و تالیف کا شوق دلاتے رہتے۔ ایسے آدمی آج کے دور میں شاید ہی مل سکیں۔ مدرسۃ الواعظین کے آرگن الواعظ کے ایڈیٹر رہے۔ اللہ ان کے مراتب میں اضافہ فرمائے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس حقیر سعی کو قبول فرمائے۔

زین العابدین

اسد اللہ الغالب مولانا علی ابن ابی طالبؑ از سید زین العابدین

11847

## خانہ کعبہ میں ولادت باسعادت

در خانۂ لم یلد ولد شد پیدا سبحان اللہ
حضرت علیؑ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

شیر خدا۔ فاتح خیبر و خندق و حنین۔ داماد پیغمبر۔ ۱۳ رجب المرجب بروز جمعہ ۳۰ سنہ عام الفیل۔ جوف خانہ کعبہ میں بطن جناب فاطمہ بنت اسد سے پیدا ہوئے۔

تاریخ مروج الذہب و معادن الجواہر۔ المعروف بہ تاریخ مسعودی۔ جز ثانی۔ طبع بیروت ص ۳۴۹۔ باب ذکر خلافت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ پر درج ہے۔

"بویع علی ابن ابی طالب فی الیوم الذی..... وکان مولدہ فی الکعبہ"۔

"علیؑ ابن ابی طالب (علیہ السلام) سے اس روز بیعت کی گئی ..... اور جائے ولادت ان حضرت کی خانۂ کعبہ ہے"۔

مسعودی کے بارے میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ اس کے بارے میں شبلی نعمانی کتاب الفاروق ص ۱۳ پر فرماتے ہیں۔

"ابو الحسن علی بن حسین مسعودی المتوفی ۳۴۶ھ فن تاریخ کا امام ہے اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا"۔

ولادتِ کعبہ کا ایک اور حوالہ ملاحظہ ہو۔ کتاب تذکرہ خواص الامۃ مولفہ سبط ابن جوزی۔ عربی ص ۱۰، اور اردو ترجمہ ص ۳۳ پر ہے۔

"ایک روایت میں ہے کہ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں جبکہ علی ان کے شکم میں تھے انھیں دردِ زہ شروع ہوا۔ تو ان کے لیے کعبہ کا در وا ہوا۔ وہ اس میں داخل ہوئیں اور کعبہ میں علی پیدا ہوئے"

کتاب نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار۔ مولفہ مومن بن حسن شبلنجی ص ۹۳ ذکر سیدنا علی ابن ابی طالب پر ہے۔ "ولم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ"

زبدۃ العلماء حضرت آغا مہدی صاحب مرحوم و مغفور نے تو اس موضوع پر مستقل رسالہ تالیف کیا ہے نام ہی اس کا "علیؑ اور کعبہ" ہے جس میں سیکڑوں حوالے جمع کیے گئے ہیں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ جناب فاطمہؑ بنت اسد نے بتایا کہ بچے نے ابھی تک آنکھ نہیں کھولی ہے سرکارؐ نے آغوش میں لیا۔ خوشبوئے رسالت مشامِ امامت میں پہنچی۔ غنچۂ امامت کھلا۔ آنکھ کھولی اور رسالت کی زیارت کی۔ سرکارؐ نے کان میں اذان و اقامت کہی جو طریقہ آج بھی مسلمانوں میں جاری ہے۔ ماں نے نام حیدر رکھا۔ خدا نے علیؑ۔ ابوجہل۔ اور انذر کا واقعہ ہوا۔ بچہ بڑھتا گیا۔ ادھر کفارِ مکہ کی مخالفتِ رسولؐ میں اضافہ ہوتا گیا۔ حضرت ابوطالبؑ نے اب یہ وطیرہ بنالیا کہ کچھ رات گزرنے کے بعد رسولِ خدا کا بستر بدل دیا کرتے۔ یعنی رسولؐ کے بستر پر اپنے بیٹے کو اور اپنے بیٹے کے بستر پر رسولؐ کو لٹا دیا کرتے تاکہ اگر کہیں سے دشمن تیر باری کرے تو میرا بیٹا ہلاک ہو جائے مگر رسولؐ پر آنچ نہ آنے پائے۔ وقت گزرتا گیا۔ علیؑ ہر وقت رسولؐ کے آگے پیچھے ساتھ ساتھ۔ اب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علیؑ کی کفالت بھی اپنے ذمہ لے لی۔ ذرا باہر نکلنے کے قابل ہوئے۔ تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ خانۂ کعبہ کے سامنے ایک جوان آیا۔ اس کے پیچھے ایک معظمہ کھڑی ہو گئیں۔ پھر ایک لڑکا ساتھ ہو گیا اور نماز پڑھنے لگے۔ ایک مسافر نے ان کے بارے میں سوال کیا تو بتایا گیا کہ یہ جوان جو سب سے آگے ہے محمد بن عبداللہ مدعی نبوت۔ اس کے پیچھے اس کی زوجہ ام المؤمنین بی بی خدیجہ سلام اللہ علیہا ہیں یہی وہ واحد ام المؤمنین ہیں جن کے لئے جبرئیل علیہ السلام اللہ کا سلام لے کر حاضرِ خدمتِ رسولؐ ہوئے۔ (بخاری شریف) اور وہ لڑکا علیؑ ابن ابی طالبؑ۔ اس وقت روئے زمین پر اس دین پر یہی تین ہیں۔ وقت اور گزرا۔ آیت وانذر ...... الاقربین نازل ہوئی۔ دعوتِ ذوالعشیرہ کا انتظام علیؑ کے سپرد ہوا لوگ جمع ہوئے کھایا پیا اور چل دیئے۔ ابوجہل نے کہا یہ محمد کا بڑا جادو ہے کہ اتنے مختصر کھانے سے سب سیراب ہوئے۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی ہوا تیسرے دن سرکارؐ نے کھلانے پلانے کے بعد فرمایا میں نبی ہوں تمہاری فلاحِ دارین کا سامان لے کر آیا ہوں جو کوئی میرا اس کارِ رسالت میں ہاتھ بٹائے گا، ساتھ دے گا وہ میرا دنیا و آخرت میں بھائی، میرا وزیر اور میرا خلیفہ ہو گا۔ سب خاموش رہے علیؑ نے کہا میں یا رسول اللہ آپ کا ساتھ دوں گا اگرچہ میری پنڈلیاں کمزور ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا یہ میرا بھائی۔ وزیر و خلیفہ ہے۔ (تاریخ ابوالفداء وغیرہ) اب جوان ہوئے ہجرت کا موقعہ آیا۔ بسترِ رسولؐ پر سوئے۔ مدح میں آیت اتری۔ دوسرے دن امانتیں ادا کیں اور مدینے روانہ ہوئے۔ اب قتال کی اجازت ہوئی آیت اتری جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا علیؑ نے وعدہ وفا کیا۔ بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ آج تک ہر بہادر ان سے تمسک باعثِ فخر سمجھتا ہے۔ اب ہم اسی سلسلے کے کچھ پہلو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

# دُنیا کا واحد جنرل

## جنگ نہروان کا انوکھا واقعہ

دنیا میں لاکھوں جنگیں ہوئیں۔ ہزارہا جرنیل گزرے بڑے بڑے فاتحین کی داستانوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ ان فاتحین نے ان جنرلوں نے پیشین گوئی بھی کی ہے۔ مثلاً عالمی جنگ دوم میں (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) شروع میں جرمن فوجوں کے قدم بڑھتے ہی جا رہے تھے۔ علاقے پر علاقے ان کے قبضے میں آ رہے تھے۔ ہٹلر کی دھاک بیٹھ چکی تھی انگریز پیٹ رہے تھے جگہ جگہ سے پسپا ہو رہے تھے۔ آئے دن ریڈیو پر خبر آتی کہ ہماری فوجیں کامیابی کے ساتھ واپس آ گئیں لیکن برطانیہ کے جناب چرچل صاحب برابر یہی رٹ لگائے جا رہے تھے کہ فتح ہماری ہو گی اور ہوئی بھی۔ انہیں کی۔

لیکن جو پیشین گوئی امیرالمومنین اسد اللہ الغالب مولانا حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے نہروان کی جنگ کے بارے میں کی اس کی مثال دُنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ چاہے آپ اس کو ان کی جنگی مہارت کہہ لیجیے چاہے کرامت۔ بہرحال۔ نہروان کے موقعہ پر مولاؑ نے جو پیشین گوئی کی حرف بہ حرف پوری اُتری۔ یہ تاریخ کا بالکل انوکھا واقعہ ہے۔ اس جیسی پیشین گوئی کی مثال دُنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ نہروان میں دونوں طرف سے ہزاروں جنگجو ایک دوسرے سے مقابلے کیلئے موجود تھے۔ ان ہزاروں کی تعداد پر مشتمل فوجوں کے بارے میں حضرتؑ نے جو پیشین گوئی کی وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی ملاحظہ ہو۔ مروج الذہب مسعودی۔ ج۔ ۲ ص ۴۰۵۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔

"ان میں سے سوائے دس افراد کے کوئی نہ بچے گا۔

اور تم میں سے دس افراد بھی قتل نہ ہوں گے"

اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۰۶ پر اسی جنگ کے بارے میں ہے کہ:۔

"اصحاب علی علیہ السلام میں سے ۹ افراد شہید ہوئے اور خوارج میں سے دس افراد کے سوا کوئی نہ بچا"

ایک آدھ اور حوالے ملاحظہ ہوں۔

تاریخ کامل ابن اثیر ؎۔ اردو۔ مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق۔ ج۔ ۳۔ ص ۴۱۰

"حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا۔

"اللہ کی قسم! انھوں (خوارج) نے دریا کو عبور نہیں کیا اور ان کے بچھڑنے کی جگہ پل کے اس طرف ہے اللہ کی قسم تم میں سے دس آدمی بھی نہیں مارے جائیں گے اور اور ان کے دس آدمی بھی سالم نہ رہیں گے"۔

اسی کتاب کے صفحے ۴۱۵ پر ہے "حضرت علی علیہ السلام کے ساتھیوں میں سے صرف سات آدمی قتل (شہید) ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ جنگ ۳۸ ھ میں ہوئی"

تاریخ طبری متوفی ۳۱۰ ھ۔ ج۔ ۳۔ اردو۔ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہ۔ ذیل عنوان جنگ نہروان۔ صفحات ۲۷۴ و ۲۸۴ پر ہے مولیٰ علی کے لشکر اور خوارج کے درمیان "ٹکراؤ کو ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی ان (خوارج) سے کہہ رہا ہو کہ مر جاؤ اور انھوں نے اس آواز پر لبیک کہا اور اپنی شان و شوکت طاقت و قوت پیدا ہونے سے قبل ہی وہ سب موت کے منہ میں پہونچ گئے"۔

ذرا سوچئے۔ ہزاروں سپاہیوں کی موجودگی میں یہ کہنا کہ دشمن کے دس افراد سے زیادہ نہ بچیں گے اور ہمارے دس بھی قتل نہ ہوں گے معمولی

---

؎ کامل

تاریخ مصنفہ ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی المعروف بہ ابن الاثیر۔ متوفی ۶۳۰ ھ مطابق ۱۲۳۲ء کے بارے میں اکابرین کی رائے:۔

مولوی شبلی نعمانی کتاب الفاروق ص ۱۳ پر رقمطراز ہیں۔

"تاریخ ابن الاثیر کو علامہ ابن خلکان نے من خیار التواریخ (یعنی بہترین تاریخ) کہا ہے اور در حقیقت اس کی قبولیت عام نے قدیم مصنفین ناپید کر دیں"۔

بات نہیں ہے اور پھر یہ پیش گوئی حرف بہ حرف ثابت ہوئی۔ اس امر کی قدر تو فوج کا جرنیل ہی کر سکتا ہے۔

## حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک اور جنگی مہارت یا کرامت کا واقعہ

تاریخ طبری ج۔۳۔ خلافت راشدہ اردو۔ ص ۲۸۱۔ جنگ صفین کا ذیلی عنوان پانی پر جنگ ہے کہ جب معاویہ نے حضرت علی اور ان کے لشکر پر پانی بند کر دیا تو حضرت نے جرار لشکر کو حکم دیا کہ پانی پر جنگ کریں۔ چنانچہ ایک دستہ اشعث کی سرکردگی میں آگے بڑھا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اب طبری کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"ابھی جنگ جاری تھی کہ یزید بن اسد البجلی شامیوں کا ایک امدادی دستہ لے کر ہمارے سروں پر آپہنچا۔ یہ دستہ کچھ سواروں پر مشتمل تھا۔ جب یہ تازہ دم دستہ ہماری طرف بڑھا تو میں دل ہی دل میں سوچنے لگا کاش اس وقت امیر المومنین بھی ہمارے لیے کوئی دستہ روانہ فرمائیں تاکہ اس تازہ دم دستے سے مقابلہ کر سکیں اور اس طرح ہماری جان بچ جائے جندب کا بیان ہے کہ میں دل میں یہ سوچ کر امیر المومنین کی طرف چلا لیکن ابھی کچھ دور گیا تھا کہ مجھے امدادی دستہ آتا نظر آیا جو تعداد میں دشمن کے دستے سے کچھ زیادہ ہی تھا اس دستے پر شبث بن ربعی الریاحی مامور تھے۔"

ادھر مولی کے ایک جانثار کے دل میں امداد کا خیال گزرا ادھر امداد ہوئی اس کو کیا کہیں گے یا تو کہیے کہ علیؑ کی کرامت ہے یا یہ کہ ان کی جنگی مہارت کہ ان کا اندازہ اتنا درست تھا کہ کب کہاں کتنی کمک کتنے سپاہی درکار ہیں۔ بیشک میرا مولی آج بھی اسی طرح دستگیری فرما رہا ہے۔

# عصرِ حاضر کی جنگی تکنیک پر حضرت علیؑ نے چودہ سو برس قبل عمل کیا

**پہلی تکنیک**

ہمارے نامور میجر جنرل ریٹائرڈ۔ محمد اکبر خان صاحب کی کتاب Ali As An Amir کے حوالے سے صرف دو تکنیک کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

۱۔ آجکل جوابی حملہ Counter attack کی اصطلاح عام ہے یعنی دشمن غالب ہو رہا ہو۔ تو اپنے دفاع کے ساتھ ساتھ اپنی قوتوں کو مجتمع کر کے دشمن پر بھرپور جوابی حملے سے ضرب کاری لگائی جائے اس کا مظاہرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ اُحد و جنگ حنین میں ہوا جنگ احد وہ عظیم جنگ ہے جسمیں سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ اور جب خالد بن ولید نے گھاٹی کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کیا تو اکثر صحابہ کرام کے قدم اُکھڑ گئے۔ آواز گونجی کہ معاذاللہ محمدؐ قتل کر دیئے گئے ہیں جس سے لوگوں کے اور بھی رہے سہے حوصلے ختم ہو گئے۔ ایسے نازک لمحے ہیں۔

مدارج النبوۃ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ج ۲۔ ص ۱۰۱ کے الفاظ ہیں۔

"آپ نے علی ابن ابی طالب کو ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑے ہیں۔ فرمایا تم کیوں اپنے بھائیوں کے ساتھ نہ مل گئے (یعنی چلے نہ گئے) حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ایمان کے بعد کفر نہیں ہے۔ بیشک میرے لئے آپ ہی کی اقتدا ہے۔ اسی لمحے کافروں کی ایک جماعت حضور کی جانب حملہ آور ہوئی۔ فرمایا اے علی اس ٹولی سے حفاظت کرنا۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے گھیرے کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم گرد سے توڑ کر انہیں متفرق کر دیا بہت سوں کو واصل جہنم کیا۔"

نوٹ:۔ مجھسے مولانا مالک اشتر صاحب ساکن گلگت شمالی علاقہ جات نے ایک روایت جو انھوں نے کسی کتاب میں پڑھی تھی بیان کیا جس کے دانت میں تکلیف ہو۔ اس جگہ ہاتھ رکھے۔ دس مرتبہ سورۂ حمد کی تلاوت کرے اس کا ثواب حضرت اویس قرنیؓ کو ایصال کرے۔ پھر جناب رسولِ خداؐ کے توسل سے دعا مانگے انشاءاللہ شفا دیگا۔ میرا بھی آزمودہ ہے۔

تاریخ کامل ابن اثیر ص ۴۲ پر ہے۔ "اس کے بعد دوسری جماعت کو آنحضرتؐ نے آتے دیکھا آپ نے علی کرم اللہ وجہ سے حملے کے لئے کہا انھوں نے ان کو بھی منتشر کر دیا ان کے اندر بھی گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اس پر جبرئیل نے رسول اللہ سے کہا کہ یہ آپ کی غمخواری ہے۔ اس پر آپؐ نے جبرئیل سے کہا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں ان (علیؑ) سے ہوں۔۔۔۔ ابورافع بیان کرتے ہیں کہ عین اس جنگ کی حالت میں لوگوں نے آواز سنی "لا فتی الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار"۔ حضرت کو جما دیکھ کر اور لوگ بھی اکٹھے ہو گئے اور پھر دشمن پر بھر پور حملہ کیا۔ اور مسلمانوں کو شکست فاش سے بچا لیا۔" اب جناب میجر جنرل (ریٹائرڈ) محمد اکبر صاحب کے الفاظ سنئے۔

"At this Hour of great trial, Ali with few others stood firm defending the holy Prophet and became the rallying point of the scatterd men of Muslims. Ali led a counter attack and sent the enemy, who were harassing the Muslims, to role back down the hill...." (Ali as an Amir p. 9)

پھر آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۱۰ پر لکھتے ہیں۔

"Hzrat Ali's action was definitely in accordance with the latest principles of warfare of to day."

یعنی حضرت علی علیہ السلام کا اقدام یقیناً آج کے تازہ ترین اصول جنگ کے عین مطابق تھا۔

اختصار کے پیش نظر ہم جنگِ حنین کی مثال کو چھوڑتے ہیں۔

**دوسری تکنیک** | حصول مقصد کی لگن۔ وفاشعاری اور عزم صمیم پر انحصار ہی اصل طاقت کا سرچشمہ ہے۔ متذکرہ بالا کتاب کے صفحہ ۹۰ پر جناب محمد اکبر خاں صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"Ali has set an unprecedented example for every true and faithful soldier that the strength of the devotion to the cause and loyalty to the leader along with determined will to fight to the last i.e. do or die is the real strength which always triumphs."

اصل طاقت حصول مقصد کی لگن۔ وفاشعاری اور عزم صمیم ہے اور اسی کی فتح ہوتی ہے

ذرا لفظ unprecedented پر غور فرمائیں یعنی حضرت علیؑ سے قبل ایسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ ایک فوجی ماہر کے الفاظ ہیں ہم ان باتوں پر جتنا بھی غور کریں کم ہے

اور حضرت علیؑ کی تمام جنگیں اسی کردار کی آئینہ دار ہیں۔ خواہ احد ہو۔ خیبر ہو۔ خندق ہو۔ حنین ہو یا نہروان تب ہی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ و آلہ وسلم کو آپ کی صلاحیتوں پر ناز و اطمینان تھا حضرتؐ کفار سے فرماتا۔

"اے اہل قریش باز تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین کے لیے تمہاری گردنوں کو اڑا دیگا اللہ اس کے دل کی آزمائش کر چکا ہے" اور آپ کی مراد حضرت علیؑ سے تھی تفصیل آگے آئے گی انشاءاللہ

# حضرت علیؑ کی انوکھی فتوحات اپنے زمانہ خلافت ظاہری میں

## فتح قیقان (سندھ)

کسی بچے سے بھی پوچھو کہ سندھ پر سب سے پہلا حملہ کب ہوا۔ جھٹ کہے گا۔ محمد بن قاسم نے کیا تھا۔ حالانکہ محمد بن قاسم سے بہت پہلے آخر سنہ ۳۸ھ میں قیقان فتح ہوا ہے۔ اس فتح کو میں نے انوکھی اس لئے کہا کہ اس میں کفار سے جنگ تو برائے نام ہی ہوئی۔ پہاڑوں کے درمیان جب مولٰی کے فدائیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو دشمن کے دل دہل گئے۔ اور بغیر کسی خاص قابل ذکر مزاحمت کے کامیابی حاصل ہوئی۔

فتوح البلدان۔ بلاذری۔ متوفی ۲۷۹ھ شہروں کے فتح ہونے کے موضوع پر بڑی مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ اس کی ج۔ ۲۔ اردو طبع نفیس اکیڈمی۔ باب فتوح السند۔ ص ۳۱۲ پر ہے۔

"آخر سنہ ۳۸ھ یا اول سنہ ۳۹ھ میں حارث بن مرہ عبدی نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت لے کر بہ حیثیت مطوع سرحد ہند پر حملہ کیا فتحیاب ہوئے کثیر غنیمت ہاتھ آئی۔ صرف لونڈی غلام ہی اتنے تھے کہ ایک دن میں ایک ہزار تقسیم کئے گئے"

"قیقان ملک سندھ کے ان شہروں میں سے ایک شہر ہے جو خراسان سے متصل ہے"

قیقان غالباً وہی مقام ہے جہاں کی رانی کیکئی کے واقعات ہندو تاریخ کا سرمایہ ہیں۔

## دوسری انوکھی فتح علاقہ غور

جہاں دل جھکتے ہیں وہاں سر خود بخود جھک جایا کرتے ہیں۔ افغانستان میں غور کا علاقہ مشہور ہے۔ محمد غوری

جس نے ہندوستان پر حملے کیے اسی علاقے سے متعلق تھا۔ حضرت علی کے زمانے تک اس علاقے میں کبھی کوئی اسلامی لشکر نہیں پہنچا تھا۔

حضرت علی کے زمانے میں اس علاقے میں شنسبانی خاندان حکمران تھا۔ طبقات ناصری اُردو۔ ترجمہ۔ ج۔ ۱۔ ص ۵۸۰ پر ہے کہ

"شنسبانی خاندان غور میں آباد تھا۔ اس کے افراد نے حضرت علی کے ہاتھوں پر بیعت کی۔ اسلام لائے۔ یہ محبِّ اہلبیت تھے"

تاریخ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ شنسبانی خاندان کے افراد نے صفین کے موقعہ پر حضرت علی کے لشکر میں شامل ہو کر ان کی طرف سے جنگ بھی کی ہے۔ اور یہ بھی ناقابلِ تردید تاریخی حقیقت ہے کہ ان لوگوں نے اپنے علاقے میں اپنے دورِ اقتدار تک حضرت علی علیہ السلام پر برسرِ منبر سبّ و شتم کی رسمِ قبیح جو امیر معاویہ نے جاری کی تھی اور جسے حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے بند کرایا۔ کبھی جاری ہونے نہیں دیا۔

کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام صرف بزورِ شمشیر پھیلا۔ اس الزام کی تردید میں ہم مسلمان مذکورہ حقیقت کو فخریہ پیش کر سکتے ہیں۔ اس میں متعجب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کو آپ مولا کا تبلیغی کارنامہ بھی قرار دے سکتے ہیں اور اس سے پہلے زمانہ رسول میں بھی ہمدان میں امام علیہ السلام کی تبلیغ کا اثر ایک شاہکار ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

## ہمدان میں جناب امیر کی تبلیغ کا اثر

جیسا کہ عرض کیا گیا ہم پر یہ الزام ہے کہ ہم نے اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا۔ حالانکہ واقعہ کربلا تاریخ میں موجود ہے۔ لیکن خیر۔ اس اعتراض کے جواب میں ہم حضرت علی کی تبلیغی مہم کو فخریہ پیش کر سکتے ہیں۔

"براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خالد بن ولید کو یمن بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ چھ مہینے تک تبلیغ کرتے رہے لیکن کسی نے کوئی بات قبول نہ کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان (اہل یمن) کی طرف حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا۔ جب آپ حدودِ یمن میں پہونچے سب لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم ان کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ (حضرت علی) ہمارے سامنے تشریف لائے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خط پڑھ کر انھوں نے سُنایا۔ ہمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے۔ یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہونچائی گئی تو آپ سجدہ شکر بجا لائے"۔

(ارجح المطالب عبید اللہ امرتسری ص ۲۲۰)

## حضرت علیؑ کی شخصیت کے چند اور اہم پہلو

۱۴۷۵ھ

**حضرت علیؑ بہ حیثیت ایک مزدور** | تذکرۃ خواص الامۃ سبط ابن جوزی متوفی عربی ص ۱۱۲۔ اردو ص ۱۴۲۔ پر (حذف اسناد)

سوید بن غفلہ سے روایت ہے..... حضرت علیؑ نے فرمایا۔

مجھے مدینے میں ایک دفعہ سخت بھوک لگی ہوئی تھی میں ایک کام سے باہر نکلا ایک عورت کو میں نے ڈھیلے اکٹھے کرتے ہوئے پایا۔ وہ انھیں پانی سے بھگونا چاہتی تھی۔ میں نے اس سے ایک ڈول پانی کے عوض ایک کھجور پر مزدوری طے کی پس میں نے ۱۶۔ سولہ ڈول پانی اس میں ڈالا جس سے میرے ہاتھ زخمی ہو گئے پھر میں نے وہ کھجوریں لیں اور سرکار رسالت مآب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے یہ واقعہ انؑ کو بتایا تو آپؐ نے ان میں سے کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔ امام احمد نے بھی یہ واقعہ فضائیل میں درج کیا ہے"۔

مدارج النبوۃ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ ج۔۱۔ اردو۔ نولکشور پریس ص ۶۹۲ پر ہے۔

"اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دور مقام پر وارد ہوئے۔ اور بھوک معلوم ہوئی اور آپ (حضرت علیؑ) نے باغ میں پانی سینچنے کی مزدوری کی"۔۔۔ الخ

دیکھنا آپ نے یہ ہے ہمارے رہبروں کا کردار۔ اور آگے چلئے۔

## کام کی عظمت حضرت علی اور جوتوں کی مرمت

ترمذی شریف۔ ج۔۲۔ ابواب المناقب مترجم ص ۱۷۱۔ پر یہ حدیث درج ہے۔ ہم صرف ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ حوالہ مکمل ہے جسے شک ہو اصل کتاب عام ملتی ہے ملاحظہ فرمالے۔

"سفیان بن وکیع بواسطہ والد شریک منصور۔ حضرت ربعی بن حراش سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے ہم سے رحبہ میں حدیث بیان کی فرمایا کہ یوم حدیبیہ میں مشرکین مکہ میں سے کئی شخص ہمارے پاس آئے ان میں سہیل بن عمرو اور رؤسائے مشرکین میں سے کئی آدمی تھے۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے پاس ہمارے بیٹوں، بھائیوں اور غلاموں میں سے چند لوگ آگئے ہیں۔ ان کو دین کی کچھ سمجھ نہیں ہے وہ ہمارے مال اور جائداد سے فرار ہو کر آتے ہیں۔ آپ انھیں ہم کو واپس دیدیں ہم انھیں (دین) سمجھادیں گے۔ یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا اے اہل قریش یا تو تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جو دین کے لئے تمہاری گردنیں اڑائے گا۔ اللہ اس کے دل کی آزمائش کر چکا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ وہ کون ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے بھی دریافت کیا وہ کون ہے حضرت عمرؓ نے بھی پوچھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ جو جوتیاں سینے والا ہے۔ حضورؐ نے حضرت علیؑ کو جوتیاں سینے کو دی تھیں۔۔۔۔ الخ

ایک اور طرق سے اسی حدیث کو امام نسائی نے اپنے خصائص میں (مترجم) ص ۷۵۔ پر درج کیا ہے۔

اس حدیث سے جہاں کام کی عظمت معلوم ہوئی وہاں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علیؑ کی ذات پر کتنا اعتماد تھا۔

## مساوات اسلامی

### لباس میں حضرت علیؑ نے غلام کو ترجیح دی

ارجح المطالب جناب عبید اللہ امرتسری۔ اردو۔ ص ۱۸۳۔ باب جناب امیر علیہ السلام کا زہد فی اللباس پر ہے۔

"ابو النوار کہتا ہے کہ ایک مرتبہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب میرے پاس اپنے غلام قنبر کو ساتھ لئے ہوئے تشریف لائے۔ اور مجھ سے دو موٹے کپڑے خریدے اور اپنے غلام قنبر سے فرمایا کہ ان میں سے ایک جو تمہیں پسند ہو لے لو۔ (یعنی پہلے تم پسند کرو پھر جو دوسرا ہوگا وہ میں لوں گا) پس غلام نے ایک کو ان میں سے پسند کیا۔ اور جناب امیرؑ نے دوسرا خود لیکر پہن لیا۔"

## عدل میں مساوات اور حضرت علیؑ

قرآن کریم کی متعدد آیتیں ہیں جن میں عدل کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں ہر حال میں عدل ہی کرنے کا حکم ہے پچھلے سال ہم اپنے رسالے "اسلام اور رہبران اسلام" میں اس پر گفتگو کر چکے ہیں۔ دہرانا مقصود نہیں ہے میں نے عرض کیا تھا کہ جہاں کہیں اکثریتی فیصلہ جو خلافِ عدل ہو گا رد کر دیا جائے گا۔ اس کی مثالیں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں بھی ملتی ہیں۔ اور خلفائے راشدین کی زندگی میں بھی چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقعے پر صحابہ کرام میں سے اکثریت کی رائے تھی کہ صلح نہ کی جائے چہ جائیکہ اتنا دب کر۔ بلکہ بعض کبار صحابہ کو نبوت تک میں شک ہو گیا تھا جس کا انھوں نے برملا اظہار بھی کیا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکثریت کی رائے کے خلاف صلح کی۔ اسی طرح جیش اسامہ کی روانگی کے سلسلے میں صحابہ کرام کی اکثریت حضرت اسامہ کی سربراہی کے خلاف تھی۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر وقت تک اصرار فرماتے رہے کہ لشکر حضرت اسامہ کی سرکردگی میں روانہ کیا جائے۔ سب کے لئے حکم تھا کہ اس لشکر میں جائیں سوائے حضرت عباس ابن عبدالمطلب اور حضرت علیؑ کے ان دونوں کو اپنی علالت کے سبب سرکار نے روک لیا تھا۔ اسی طرح کئی موقعوں پر حضرت عمر نے بھی اکثریت کی رائے خلاف کیا۔ مثلاً جب لشکر اسلام عراق کی مہم پر روانہ ہونے لگا۔ آپ (حضرت عمر) نے لشکر سے خطاب کیا ان کی رائے معلوم کی سب نے کہا کہ آپ کے بغیر مہم کا سر ہونا مشکل ہے۔ لیکن حضرت عمر اکثریت کی رائے خلاف اس مہم میں ساتھ نہ گئے۔

(الفاروق شبلی نعمانی وغیرہ)

پاکستان شیعہ سنی دونوں بھائیوں کی مشترکہ جدوجہد قربانیوں سے معرض وجود میں آیا ہے۔ راجہ صاحب محمود آباد۔ راجہ غضنفر علی خاں۔ کرنل مقبول اصفہانی خاندان۔ بمبئی کا حبیب خاندان۔ خود قائد اعظم ان کے علاوہ علمائ میں سے ابن حسن صاحب جارچوی۔ مولانا شبیہ الحسنین محمدی مولانا نجم الحسن کراروی۔

مولانا حافظ کفایت حسین صاحب وغیرہ وغیرہ کی خدمات تاریخ تعمیر و تخلیق پاکستان کا زریں باب ہیں۔ اب کوششیں ہو رہی ہیں کہ یہ سہرا خود مخالفین پاکستان کے سر باندھا جائے۔ تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش نہ فرمائیں۔ کل تک جس بات پر فخر کرتے تھے اب بھی اسی پر قائم رہیں۔

بہر حال جب شیعہ و سنی دونوں کی قربانیاں۔ دونوں کی کوششیں شامل ہیں تو اب یہ کہنا کہ پاکستان میں سنی اکثریت ہے یہاں صرف فقہ حنفی رائج ہوگی۔ خلافِ عدل ہے۔ تقاضائے عدل یہ ہے کہ جب فقہ نافذ ہو رہی ہے تو سنی حضرات کے لئے فقہ حنفی اور شیعوں کے لئے ان کی فقہ رائج کر دی جائے۔ حالانکہ ایسے بہت سے شواہد موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ مسلم لیگ کا، جناح صاحب کا موقف دنیاوی حکومت تھا۔ اور کچھ نہیں تو جسٹس منیر کی کتاب From Jinnah to Zia ہی دیکھ لیں۔ اس میں کیا حرج ہے کہ سنی حضرات کے فیصلے ان کی فقہ کے مطابق ہوں اور شیعوں کے فیصلے شیعوں کی فقہ کے مطابق ہوں۔ تاریخ میں ایسے دور گزر چکے ہیں جہاں اسی نہج پر عمل ہوا ہے۔ مثلاً نوابین اودھ کے دور میں سنی مفتی صاحبان اہلِ سنت حضرات کے فیصلے سنی فقہ کے مطابق کرتے اور شیعہ علماء شیعوں کے معاملات کے فیصلے ان کی فقہ سے کرتے تھے۔ بلکہ ہندوؤں کے فیصلے خود ہندو حضرات ہی اپنے عقائد کے مطابق کرتے تھے۔ آخر وہ بھی اللہ ہی کی مخلوق ہیں۔ اسلام نے ان کو بھی حق دیا ہے۔ نوابین اودھ کے دور میں اہلِ سنت کے جو مفتی صاحبان نمایاں تھے ان کے نام بھی کتابوں میں ملتے ہیں۔ مثلاً مفتی غلام حضرت (جن کے نام پر آج بھی غربی لکھنؤ میں محلہ مفتی گنج آباد ہے) مفتی سعد اللہ خاں، مفتی گھسیٹا خاں، مفتی نعمت خاں، مفتی جلال خاں کے نام۔ آغا مہدی صاحب مرحوم کی کتابوں سے میں نے اخذ کئے ہیں۔ اور اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ مفتی گنج کے قریب ہی محلہ ٹھاکر گنج (ٹھاکر ہندوؤں کی ایک ذات ہے) آج بھی موجود ہے۔ وہ عدل اسلامی کہئے۔ اسلامی رواداری کہئے کا منھ بولتا ثبوت ہے۔

اب یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ دونوں فقہ کا بہ یک وقت نفاذ ممکن العمل نہیں ہے

ارے بھائی ابھی کے دن کی بات ہے خود پاکستان میں بہ یک وقت تین تین قانون نافذ تھے کہ نہیں۔ شریعت لاء۔ مارشل لاء۔ اور تعزیرات ہند۔ پھر تین قانون جب ساتھ ساتھ چل سکتے ہیں تو دو قانون کیسے نہیں ساتھ چل سکتے۔ مصر میں تین تین فقہیں نافذ ہیں کہ نہیں۔ اسی عدل اسلامی کا آئینہ دار حضرت علیؑ کا یہ ارشاد گرامی ہے جسے ہم ارجح المطالب۔ عبید اللہ امرتسری ص ۱۴۰ - ۱۴۱ سے پیش کر رہے ہیں فرمایا۔

"اگر میرے لئے مسند بچھائی جائے اور میں (اس پر) بیٹھوں تو اہلِ تورات کے لئے ان کی تورات سے اور اہلِ انجیل کے لئے ان کی انجیل سے اور اہلِ زبور کے لئے ان کے زبور سے اور اہلِ قرآن کے درمیان قرآن سے حکم کردوں"۔

شاید حضرت علیؑ کے وسیع علم اور عدل گستری کے اعتراف میں ہی حضرت عمر فرمایا کرتے تھے (ملاحظہ ہو الاستیعاب ج ۲ ص ۴۷۵۔ اور اس قول کو جناب مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے بھی اپنی کتاب سفینۂ نوح ص ۵۸ پر نقل کیا ہے۔

لَا يُفْتِيَنَّ اَحَدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَعَلِيٌّ حَاضِرٌ

کہ حضرت علیؑ کی موجودگی میں کوئی شخص مسجد میں فتویٰ نہ دیا کرے۔

اور حضرت عمرؓ ایسا حکم کیوں نہ دیتے۔ جبکہ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث موجود ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقضی امتی بعدی علی ابن ابی طالب (اخرجہ الخوارزمی فی المناقب) ارجح المطالب ص ۱۵۱

جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ میرے بعد میری اُمت میں علی ابن ابی طالب سب سے زیادہ قضا (اچھا فیصلہ کرنے) والا ہے

maablib.com

اور اقضاکم علی تو آپ نے بارہا سنا ہوگا۔ ممکن ہے کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ جناب جب حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ حضرت داؤد علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہوگئیں تو پھر حضرت علی ان کی رو سے فیصلے کیوں دیں گے۔ یا ممکن ہے کوئی بزرگ بڑی فراخدلی۔ رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمائیں کہ جی ٹھیک ہے Personal law کی حد تک تو صحیح ہے ہر شخص کا فیصلہ اس کے عقیدے کے مطابق ہی ہونا چاہیئے لیکن General law تو ایک ہی ہوگا۔ ان دونوں باتوں کا جواب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات مبارکہ کے ایک واقعے سے ملتا ہے۔ آیت اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کے عین مطابق ہے۔ اسمیں لفظ ناس قابلِ غور ہے ذیل میں وہ واقعہ ہم پیش کر رہے ہیں اس کا تعلق General law ہی سے ہے۔ یہ واقعہ آپ کو تفسیر خازن ص ۵/۲۷۴ - ۲۷۵ تفسیر روح البیان۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۵ - ۱۶۔ تفسیر مجمع البیان ص ۴۲۴ - ۴۲۵ پر انشاءاللہ مل جائے گا۔ اور تفاسیر میں بھی ہے۔ میرے خیال میں سردست اہلِ سنت کی انھیں تفاسیر کا حوالہ دے دینا کافی ہے۔ اگر کوئی مزید تلاش کرنا چاہے تو سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر ۲۳۔ الم ــــــ مضمون کے تحت تلاش کر لے۔ وہ واقعہ یہ ہے۔

بنی اسرائیل کے ایک شخص نے جس کی بیوی موجود تھی ایک زن محصنہ (شوہر دار عورت) سے زنا کی۔ معاملہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور نے فرمایا توریت کے مطابق سنگسار کیا جائے یہودیوں نے کہا توریت میں اس جرم کی سزا سنگسار کرنا نہیں ہے۔ الغرض توریت منگائی گئی ایک یہودی عالِم نے اوپر کی عبارت پڑھ دی۔ درمیان سے حذف کر کے آخر کی عبارت پڑھ دی اور کہا سنگسار کرنے کا حکم تو نہیں ہے تو حضرت عبداللہ بن سلام نے ان کے ہاتھ سے توریت لے کر پوری عبارت پڑھ کر

سُنائی۔ جس میں سنگسار کرنے ہی کا حکم تھا۔

معلوم ہوا کہ سُنّت نبوی یہی ہے کہ مختلف لوگوں کے فیصلے ان کے عقاید کے مطابق ہوں۔ یہ واقعہ عدل اسلامی کی نمایاں تصویر ہے۔ حضرت علیؑ کے قول کی تائید بھی اس واقعہ سے ہوتی ہے۔ جب یہ سہولتِ عدل اسلام نے غیر مسلموں کو دی ہیں تو مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو یہ سہولت کیوں نہیں دی جا سکتی۔ آخر اس میں کونسا پہاڑ ٹوٹ پڑیگا۔ اگر شیعوں کے فیصلے ان کی فقہ کے مطابق حنفی حضرات کے فیصلے فقہ حنفی کے مطابق ہوں۔ مالکیوں کے فیصلے فقہ مالکی کے مطابق اہلحدیث کے فیصلے ان کے عقائید کے مطابق ہوں۔ تقاضائے عدل تو یہی ہے۔ حالانکہ قرآن نے عدل کے علاوہ احسان کا بھی حکم دیا ہے۔ میں نہ مانوں والی بات اور ہے جسکی اسلام میں گنجائش نہیں ہے۔

## حضرت علیؑ اور احترام قانون

ہر معاشرہ میں کچھ لوگ اکثر پائے گئے ہیں جو قانون سے بالاتر ہمیشہ رہے ہیں۔ لیکن سبحان اللہ اسلامی مساوات۔ خود خلیفہ صاحب قاضی کی عدالت میں ایک یہودی کے خلاف حاضری دیتے رہے ہیں۔ ایک یہودی اور حضرت علیؑ کی ذرہ کا واقعہ مشہور ہے صرف نشاندہی مقصود ہے۔ قاضی شریح کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ گواہ طلب کئے گئے۔ حضرت علیؑ نے سرداران جوانان جنت حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو پیش کیا۔ مزید گواہ مانگے گئے۔ حضرت علیؑ نے اپنے غلام قنبر کو پیش کیا۔ حضرت علیؑ یہ پیشانی خود بھگتا رہے ہیں۔ ان کے اعلیٰ کردار کو دیکھ کر مدمقابل یہودی اتنا متاثر ہوا کہ مسلمان ہو گیا۔ (ملاحظہ ہو کتاب علیؑ ابن ابی طالب المفتی والقاضی اردو ترجمہ از مولانا ناصر قاسمی ص - ۱۷)

## اہلیہ محترمہ خاتونِ جنت سرکارِ دو عالم کی دخترِ نیک اختر کی پُرمشقت زندگی

مدارج النبوۃ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ اردو ص ۱۳۰۔ پر ہے۔

"مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خود آگ کے سامنے بیٹھ کر روٹی پکاتیں۔ گھر میں جھاڑو دیتیں اور چکی پیستی تھیں جس سے اُن کا رنگ متغیر ہوگیا تھا اور ہاتھوں میں ٹھیٹ پڑ گئے تھے اور ان کے کپڑے گرد آلود ہو گئے تھے۔" سبحان اللہ۔ یہ پُرمشقت زندگی مسلمانو تمہارے رسولؐ کی بیٹی کی تھی۔

## اسلام درسِ سلامتی دیتا ہے

لیکن ہم مسلمان کبھی اقتدار کی خاطر کبھی فرقہ دارانہ تعصب کی بناء پر کبھی لسانی عصبیت کی وجہ سے ایک دوسرے کو کھائے جا رہے ہیں۔ حالانکہ سرکارؐ نے فرمایا۔ مسلمان کی جان مال عزت آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

اختلاف رائے کا ہونا ایک فطری امر بھی ہے۔ صحتمند معاشرہ کی ضرورت بھی لیکن اس کو اپنی حدوں میں رہنا چاہیئے۔ تعاونوا علی البر والتقوٰی کا عملی نمونہ دیکھنا ہو تو علیؓ کو دیکھو۔ وہ اپنے موقف پر قایم بھی رہے اس کا اعادہ بھی کرتے رہے اور تعاون بھی کرتے رہے۔

حضرت علیؑ نے میکاولی کے نظریہ سیاست اور اسلامی تعلیمات میں ایک حد فاصل کھینچ دی یہ ان کا بہت بڑا احسان ہے ایک اصول دیا۔ وہ اصول آپ کو سیرت طیبہ میں نہیں ملیگا۔ وہ اصول یہ ہے کہ جب مدِمقابل مسلمان ہو تو تم پہل نہ کرو اگر آج صرف اسی اصول پر مسلمان عمل کرنے لگیں تو کیا پھر بھی مسلمان لہو کی اتنی ارزانی ہو سکے گی۔

لگے ہاتھوں معیار اسلام بھی سن لیجئے۔ ایک معرکہ میں ایک صحابی نے ایک کافر کو دیکھا حملہ کرنا چاہا اس نے کلمہ پڑھ لیا انھوں نے پھر بھی قتل کر دیا سرکارؐ کو اطلاع ہوئی انھوں نے کہا وہ تو خوف سے اس نے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا تو تو نے اُس کا دل چیر کر دیکھ لیا ہوتا۔ جواب خود بتاتا ہے کہ آنحضرتؐ کو ایک کلمہ گو کا قتل کرنا پسند نہیں۔ یہ واقعہ آپ کو بخاری وغیرہ میں مل جائے گا مشہور ہے۔

# ولایت حضرت علی علیہ السلام

جاننا چاہیئے کہ بحمد اللہ آج تک مسلمانوں کے کسی فرقے نے حضرت علی کرم اللہ کی ولایت سے انکار نہیں کیا۔ خواہ وہ آج کے دور کے اہلحدیث ہوں۔ دیوبندی ہوں، بریلوی ہوں یا شیعہ۔ یا ماضی کے وہ فرقے ہوں جن کے صرف نام ہی اب تاریخوں میں باقی رہ گئے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ولایت کے تمام سلسلے حضرت علی ہی کی ذات پر منتہی ہوتے ہیں۔

ادھر کچھ عرصے سے محسوس کیا جا رہا ہے کہ نیم ملّاں خطرۂ ایمان قسم کے لوگوں کی جذباتی تقاریر۔ و تفرقہ باز مولویوں کی تحریروں سے متاثر ہو کر ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ جہاں ان کے سامنے کسی نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہؐ کے بعد علیؑ ولی اللہ کہا اور وہ ایکدم الرجک ہوئے۔ اور اگر کہیں کسی نے اس کے بعد خلیفۃ بلا فصل کہدیا تو گویا قیامت آگئی خصوصاً جب ایسے حضرات انٹرویو لے رہے ہوں اس وقت ان کی کیفیت قابلِ دید ہوتی ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ کہ ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ انتظامیہ کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود پاکستان میں فی الحال یہ کچھ ہو رہا ہے۔ ان کو اگر اللہ کے کلام پر اطمینان ہے تو ان کی توجہ اس آیت مبارک کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سورۂ مائدہ۔ آیت ۸۔ ولا یجرمنکم ....... بما تعملون۔ ترجمہ " اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس جرم میں مبتلا نہ کر دے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔ تمھیں ہر حال میں انصاف ہی کرنا ہے"۔ الخ ان حضرات کی تسلی کے لئے جو متاثر ہوئے ہوں عرض ہے کہ یاد رکھیے، رزق کا وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ زمین پر کوئی دابۃ (متحرک جاندار) ایسا نہیں ہے جس کا رزق اللہ

maablib.com

ذمّے نہ ہو۔ آپ اپنی بساط بھر سعی کرتے رہیں۔ صحیح سمت میں کوشش جاری رکھیں انشاءاللہ آپ کا رزق آپ کو ضرور مل کر رہے گا۔ میرے بھائی جنہوں نے آپ کو مایوس کیا ہے وہ قابلِ نفرت نہیں قابلِ معافی ہیں۔ اس لئے کہ ان کی محدود معلومات کا ذریعہ یہی نیم ملاں اور تفرقہ باز مولوی ہی تو ہے۔ بہرحال اصلاح احوال کے لئے چند چیزیں اور پیش خدمت ہیں۔

اول یہ کہ خدا رب العالمین ہے وہ پاک بے نیاز سب کا پالن ہار ہے۔ اس نے کبھی کفار تو کفار خود اس کے مقابلے پر دعویٰ خدائی کرنے والوں کا بھی رزق بند نہیں کیا۔ فرعون اور نمرود آخر اسی کے دیئے ہوئے رزق سے ہی تو اپنا پیٹ بھرتے تھے۔

اسی طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ سب کے لئے سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ میرے پیارے بھائی نہ اللہ صرف مسلمانوں کا ہے نہ رسولؐ کسی خاص فرقے کے ہیں۔

بین الاقوامی سطح پر بھی ہر شخص کے لئے عقیدہ کی آزادی کا حق تسلیم کیا گیا ہے[۱] چارٹر آف ہیومن رائٹس تو اس صدی کی بات ہے۔ اسلام نے تو چودہ سو برس پہلے بنی نوع انسان کو یہ حق دیا۔ اعلان ہوا۔

لا اکراہ فی الدین ۔ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔

پاکستان پر یہاں کے ہر باسی کا مساوی حق ہے حتیٰ کہ ان کا حق بھی تسلیم کیا گیا جو پاکستان کے سخت مخالف تھے۔ آخر وہ آج پھل پھول رہے ہیں کہ نہیں۔ بلکہ

---

۱؎ United Nation's Charter of Human Rights Article No 18 " Every one has right to Freedom of thought of Science, and religion or belief ....."

بلکہ میں تو یہ محسوس کر رہا ہوں کہ مخالفین پاکستان ان لوگوں کو جو پاکستان بنانے میں پیش پیش تھے چن چن کر سزا دے رہے ہیں۔ زمانہ سائنٹفک ہے ایسے حالات پیدا کیے جاتے ہیں کہ وہ خود ہی توبہ کریں کان پکڑیں۔ مثلاً بنگال کے اے کے فضل الحق نے قرارداد پاکستان پیش کی تھی۔ سب سے پہلے بنگالیوں کو نشانہ بنایا گیا۔ ایسے حالات پیدا کیے گئے کہ انھوں نے محسوس کیا کہ ان کی حق تلفی کی جا رہی ہے۔ جب بنگالیوں نے حق کی بات کی ان کو ملک دشمن۔ غدار قرار دیا گیا۔ سبحان اللہ ملک کی 54% آبادی غدار پھر نتیجہ سامنے آیا۔

ویسی ہی کیفیت فی الحال صوبہ سندھ کی ہے۔ سندھ اسمبلی نے سب سے پہلے ۱۹۴۳ء میں، ایک باقاعدہ قرارداد منظور کر کے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ سندھ کے باشندوں کو بھی شکایات پیدا ہو گئی ہیں جنکی بازگشت قومی اسمبلی میں بھی سنی گئی۔ ہمیں ان شکایتوں کو ہمدردی سے سننا چاہیئے۔ ان پر غور کرنا چاہیئے۔ یہاں کے لوگوں کے دلوں کو موہ لینے کی ضرورت ہے۔ سنو تو سہی۔ اس میں جو حق ہو کھلے دل سے قبول کرو۔ شکایتوں کا ازالہ کرنے کے بجائے وہی گھسے پٹے الزامات غداری وطن دشمنی۔ سماج دشمنی۔ ہم نے المیہ مشرقی پاکستان سے افسوس ہے کچھ سبق نہ لیا۔ ہمارا انداز فکر ابھی تک نہیں بدلا۔ جو حق کی بات کرے اب بھی غدار۔ ملک دشمن۔ اب تو سوچ بدل جانی چاہیئے۔

اسی طرح قرارداد پاکستان کی تائید ہندوستان کے مسلمانوں کی ترجمانی کرتے ہوئے چودھری خلیق الزماں نے کی تھی۔ ایسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں کہ مہاجرین بھی توبہ کریں۔ کہ معافی دو۔ غلطی ہو گئی۔ المیہ علیگڑھ کالونی کراچی اس کا ثبوت ہے۔ کسی نے خوب کہا ؎

بسا رہے ہو نئی بستیاں تو دھیان رہے
ہمارے شہر میں ہے رسم گھر جلانے کی

اس دھرتی کا مجھ پر بھی حق ہے۔ اس لیئے یہ چند جملے پیش کیئے کہ شاید کوئی ٹھنڈے دل سے غور کرے اور اصلاح احوال ہو جائے۔ بہر حال تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اقرار سب ہی کرتے ہیں۔ تو پھر علیؑ ولی اللہ کہہ دینے پر بدمزہ کوئی کیوں ہو۔ حضرت علیؑ کی ولایت سے کون انکار کر سکتا ہے جبکہ قرآن و احادیث کی متعدد نصوص موجود ہیں۔

## ولایت علیؑ بر نص قرآنی

یوں تو کئی آیتوں سے ولایت علی کرم اللہ وجہ ثابت ہے۔ ایک آیت نہایت واضح ہے اس کی رو سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت علی کو ولی قرار دیا ہے۔ سردست ہم اسی کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور وہ آیت ہے۔ سورہ مائدہ۔ پانچواں سورہ آیت کا نشان ہے ۵۵

انما ولیکم اللہ ورسولہ ...... وھم راکعون۔

ترجمہ :۔ تمہارے ولی (حاکم) بس یہی ہیں۔ اللہ۔ (تعالیٰ جل شانہٗ) اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور وہ مومنین جو نماز قائم (ادا) کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت اُس وقت نازل ہوئی جب حضرت علیہ السلام نے حالتِ رکوع میں سائل کو انگوٹھی دی۔

اختصار کی خاطر ہم صرف ایک سند پیش کر رہے ہیں۔ جس میں کئی اور حوالے بھی جمع ہیں۔ اور تنقید بھی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب لباب النقول فی اسباب النزول (عربی) برحاشیہ قرآن کریم مطبوعہ تاج کمپنی کراچی ص ۱۶۱۔

" قولہ تعالیٰ (انما ولیکم اللہ) اخرج الطبرانی فی الاوسط بسند فیہ مجاھیل عن عمار بن یاسرؓ قال وقف علی علیؑ بن ابی طالب سائل وھو راکع فی تطوع فنزع خاتمہ فاعطاہ السائل فنزلت (انما ولیکم اللہ ورسولہ) الآیۃ ولہ شاھد قال عبد الرزاق حدثنا عبد الوھاب بن مجاھد عن ابیہ عن ابن عباس فی قولہ (انما ولیکم اللہ ورسولہ) الآیۃ قال نزلت فی علی ابن ابی طالب۔ وروی ابن مردویہ من وجہ آخر عن ابن عباس مثلہ واخرج ایضاً عن علی مثلہ واخرج ابن جریر

عن مجاهد وابن ابی حاتم عن سلمۃ بن کھیل مثلہ فھذہ شواھد یقوی بعضھا بعضا"

ترجمہ:۔ "طبرانی نے (کتاب) اوسط میں حضرت عمار بن یاسر[1] رضی اللہ عنہ سے ایسی سند کے ساتھ جس میں مجاھیل بھی ہیں اخراج کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس ایک سائیل آیا جبکہ وہ (نماز) اطاعت خداوندی میں حالت رکوع میں تھے پس انھوں نے اپنی انگوٹھی نکال کر سائیل کو عطا کر دی پس آیت (انما ولیکم اللہ ورسولہ) نازل ہوئی۔ اور اس کے شاہد ہیں (۲) عبدالرزاق نے کہا کہ عبدالوہاب بن مجاہد نے اپنے والد سے انھوں نے ابن عباس سے قول خدا (انما ولیکم اللہ۔ الخ) جو آیت ہے کے بارے سوال کیا تو کہا (یہ آیت) حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی (۳) اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے دوسرے طُرق سے اسی طرح روایت کی ہے اور (۴) حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح (روایت) کی تخریج کی گئی ہے اور (۵) ابن جریر نے مجاہد سے اور (۶) ابن ابی حاتم نے سلمۃ بن کھیل سے اسی طرح (روایت) کی تخریج کی ہے۔ پس یہ شواہد ہیں (جن میں سے) بعض بعض کی (تائید کرتے ہیں)۔ قوت دیتے ہیں۔" نص قرآن کے بعد اب ہم نص حدیث پیش کر رہے ہیں۔

---

[1] حضرت عمار یاسر وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کے بارے بخاری و مسلم میں ہے کہ مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی۔ حضرت عمار یاسر دو دو اینٹیں اٹھا رہے تھے جبکہ دوسرے صحابہ کرام ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے۔ سرکار دو عالمؐ نے حضرت عمارؓ کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا: تم پر وائے ہو اے عمار۔ میں دیکھ رہا ہوں تم کو ایک باغی گروہ قتل کریگا۔ تم انھیں جنت کی طرف بلا رہے ہو گے اور وہ تم کو جہنم کی طرف بلا رہے ہوں گے۔

یہ حدیث مشہور متفق اور متواتر ہے۔ حضرت عمار یاسرؓ جنگ صفین میں حضرت علی کی طرف سے جنگ کرتے ہوئے لشکر معاویہ کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

# ولایت حضرت علیؑ پر نص حدیث

## من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ

یوں تو کئی احادیث ہیں جو حضرت علیؑ کی ولایت پر دلالت کرتی ہیں۔ آج ہم صرف متذکرہ بالا حدیث کو پیش کر رہے ہیں۔ یہ حدیث شریف متفق علیہ۔ مشہور۔ معروف متواتر ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس حدیث کے سلسلے میں حنبلی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنفی۔ اہلحدیث۔ صوفیائے کرام۔ مورخین۔ شعراء۔ سب کی نمائندگی ہو جائے۔ ہم نے ہر صدی ہجری سے ایک ایک دو دو مستند کتب سے حوالے جمع کر دیئے ہیں کہ تسلسل واضح ہو جائے۔ دل تو چاہتا تھا کہ جتنے بھی زیادہ سے زیادہ حوالے مل سکیں سب کو جمع کر دوں لیکن حجم بڑھ جاتا۔ جس کی وجہ سے (۱) لاگت بڑھ جاتی اور (۲) ضخیم کتاب آج کے دور میں لوگ دیکھ کر ہی رکھ دیتے ہیں۔ کہ اتنا پڑھنے کیلئے وقت کہاں۔ اس کتاب کے لکھنے کا فائدہ ہی کیا جسے لوگ دیکھ کر بغیر پڑھے رکھ دیں۔

اس حدیث کی اشاعت کے لئے خود سرکارؐ نے غدیر خم کے موقعہ پر حکم دیا ہے جو موجود ہے وہ اس کو غائب تک پہنچا دے۔ خداوند کریم اپنی رحمت سے تعمیل حکم رسولؐ کے سلسلے میں ہماری اس ناچیز سعی کو قبول فرمائے۔ یا من یقبل الیسیر اقبل منی الیسیر۔

ایک بات اور عرض کر دوں کہ یہ حدیث شریف مختلف موقعوں پر وارد ہوئی ہے اور مختلف لفظوں میں وارد ہوئی ہے۔ لیکن متنِ حدیث ایک ہے اور اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ غدیر خم کے میدان میں حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے سرکار نے تمام صحابہ کو جمع کیا۔ جو آگے بڑھ گئے تھے ان کو واپس بلایا گیا جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا۔ اس وقت تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ کرام کا مجمع تھا تب حضورؐ نے منبر کا اہتمام کیا۔ علیؑ کو بلند کیا۔ اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی بھی مولا ہے۔ ظاہر ہے اتنے بڑے مجمع نے سنا۔ تو خم کے حوالے سے اس حدیث کی شہرت زیادہ ہوئی اور اسی لئے اس کو حدیث غدیر بھی کہتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث کئی موقعوں پر وارد ہوئی ہے۔ چار مواقع تو اس حقیر کی نظر سے ہی گزرے ہیں۔ جن کا ذکر انشاء اللہ آگے آئیگا۔

بموقع نزول آیت انما ولیکم
اللہ و رسولہ ۔ الخ (مائدہ آیت ۵۵)

" واخرج الطبرانی فی
الاوسط وابن مردویہ
عن عمار بن یاسر وقف
بعلی رض سائل وھو راکع فی
صلاۃ تطوع فنزع خاتمہ
فاعطاہ السائل فاتی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فاعلمہ ذلک فنزلت علی النبی
صلی اللہ علیہ و(آلہ) وسلم
ھذہ الآیۃ انما ولیکم اللہ
ورسولہ والذین آمنوا الذین
یقیمون الصلاۃ ویؤتون
الزکاۃ وھم راکعون
فقرأھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم علی اصحابہ
ثم قال من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللھم وال
من والاہ وعاد من
عاداہ "

تفسیر درمنثور سیوطی متوفی سنہ ۹۱۱ھ جلد ۲
صفحہ ۲۹۳ س ۲۴ تا ۲۷

" طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ
نے حضرت عمار یاسر رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت
علیؑ نماز پڑھ رہے تھے رکوع میں اللہ
کی اطاعت میں تھے کہ ایک سائل آپ
کے پاس آیا۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اس
کو عطا کر دی۔ جناب رسولخداؐ کو اس واقع
سے آگاہ کیا گیا۔ بس فوراً آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر آیت انما ولیکم اللہ ...
الخ نازل ہوئی۔ یعنی بس اللہ۔ اس کا
رسول اور وہ مومنین جو نماز قائم کرتے
ہیں اور بحالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے
ہیں تمہارے ولی (حاکم) ہیں۔ حضور
اکرمؐ نے صحابہ پر اس آیت کو
پڑھا پھر فرمایا جس کا میں مولیٰ
ہوں اس کا علیؑ بھی مولیٰ ہے۔
خداوندا دوست رکھ اس کو
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن
رکھ اس کو جو علی کو دشمن رکھے۔"

## ایک اور موقعہ پر مکان حضرت اُمّ المومنین بی بی اُمّ سلمہ رضی اللہ

مودۃ القربیٰ - سید علی ہمدانی شافعی
متوفی ۷۸۶ھ

پانچویں مودت کا سلسلہ حدیث نمبرا مترجم ص۵

"عن ابی الحمراء خادم رسول اللہ قال بعد کبر سنّہ لواحد من رفقاءہ لاحدثنّك ماسمعت اُذنای و رأت عینای اقبل رسول اللہ حتی دخل علی عائشہ فقال لھا ادعی سید العرب فبعثت الی ابی بکر فدعتہ فجاء حتی کان کرأی العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندھا حتی دخل علی حفصۃ فقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت الی عمر فدعتہ حتی اذا صار کرأی العین علم ان غیرہ دعی فخرج من عندھا حتی اذا دخل ام سلمۃ و کانت من خیرھن وقال لھا ادعی لی سید العرب فبعثت الی علی فدعتہ ثم قال لی یا ابا الحمراء رخ ائتنی بمائۃ من قریش و ثمانین من العرب و ستین من الموالی و اربعین من اولاد الحبشۃ فلما اجتمعوا لنا

" ابو الحمرا خادم رسولخدا نے اپنے بوڑھا ہونے کے بعد اپنے ایک رفیق سے کہا کہ میں تجھ سے وہ بات بیان کرتا ہوں جو میرے ان دونوں کانوں نے سنی اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھی اور وہ یہ ہے کہ رسولخدا روانہ ہوئے یہاں تک کہ بی بی عائشہ کے یہاں تشریف لائے اور ان سے فرمایا سید العرب کو بلا دو۔ انھوں نے آدمی بھیجکر (حضرت) ابوبکر کو بلایا جب وہ آئے اور حضرت کے سامنے ہوئے تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ کو کسی اور کو بلانا مقصود ہے پھر آنحضرت وہاں سے باہر آئے اور چلے چلے۔ بی بی حفصہ کے گھر آئے اور فرمایا سید العرب کو میرے پاس بلوا دو۔ انھوں نے (حضرت) عمر کو بلوایا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ حضرت کو کسی اور ہی کو بلانا منظور ہے پھر وہاں سے باہر تشریف لائے اور بی بی اُمّ سلمہ رضی اللہ کے گھر میں آئے۔ اور یہ بی بی آنحضرت کی سب

maablib.com

قال لی ائتنی بصحیفۃ من ادم
فائتیتہ بہا ثم اقامھم مثل
صف الصلوٰۃ فقال معاشر
الناس الیس اللّٰہ اولیٰ بی من
نفسی یامرنی وینہانی مالی
علی اللّٰہ امر ولا نہی قالوا
بلیٰ یارسول اللّٰہ فقال الست
اولیٰ بکم من انفسکم آمرکم
وانہاکم مالکم علی امر ولا
نہی قالوا بلیٰ یارسول اللّٰہ
فقال من کان اللّٰہ مولاہ وانا
مولاہ فہذا علی مولاہ یامرکم
وینہاکم علیہ امر ولا نہی
اللھم وال من والاہ وعاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ اللھم انت شہیدی
علیھم انی قد بلغت ونصحت
ثم امر فقرئت الصحیفۃ
علینا ثلاثا ثم قال من شاء
ان یقیلہ ثلاثا قلنا نعوذ باللّٰہ
وبرسولہ ان نستقیلہ
ثلاثا ثم ادرج الصحیفۃ و
ختمھا۔ الخ۔"

بیبیوں سے بہتر تھیں۔ اور ان سے فرمایا
سید العرب کو میرے پاس بلوا دو۔ انھوں نے
حضرت علی کو بلوایا۔ جب وہ آئے تو
حضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا اے ابوالحمراء
جاؤ اور ستر اہل قریش اور اسی اہل عرب
اور ساٹھ غلاموں اور چالیس اہل حبش کو
بلالاؤ۔ آخر کار جب سب لوگ جمع ہو گئے
تو مجھ سے فرمایا چمڑے کا صحیفہ اٹھا لاؤ
میں نے صحیفہ لا کر حضور کو دیا۔ بعد ازاں
حضرت نے ان سب آدمیوں کو نماز کی
صف کی طرح کھڑا کر دیا اور فرمایا اے
لوگو! آیا اللہ میرے نفس پر مجھ سے زیادہ
اختیار نہیں رکھتا اور وہ مجھ کو امر و نہی
فرماتا ہے اور مجھ کو خدا پر امر و نہی کا ذرا
اختیار نہیں۔ حاضرین نے عرض کی یارسول
اللہ بے شک ایسا ہی ہے۔ پھر فرمایا
اے لوگو کیا مجھ کو تمہارے نفسوں
پر تم سے زیادہ اختیار نہیں ہے انھوں
نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ایسا ہی
ہے بعد ازاں ارشاد فرمایا جس
کسی کا خدا مولیٰ (حاکم و مختار) ہے
اور جس کا میں مولا (حاکم و مختار) ہوں
یہ علی بھی اس کا مولا (حاکم و مختار) ہے۔

maablib.com

یہ تم پر امر و نہی کر سکتا ہے اور تم کو اس پر امر و نہی کا اختیار نہیں ہے اے خدا جو کوئی اس (علی) کو دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس کو دشمن رکھ اور جو کوئی اس کی نصرت و یاری کرے تو بھی اسکی نصرت فرما۔ جو کوئی اس کو چھوڑ دے تو بھی اسکو چھوڑ دے اے خدا تو ان پر میرا گواہ ہے کہ میں نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ اور انکو نصیحت کر دی بعد ازاں حضرتؐ کے حکم سے وہ صحیفہ تین بار پڑھ کر ہم کو سنایا گیا۔ پھر تین بار ارشاد فرمایا اس عہد کو کون توڑنا چاہتا ہے ہم نے عرض کی کہ ہم اس عہد کو توڑنے اور فسق کرنے سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اور تین بار یہی فقرہ دہرایا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اس صحیفہ کو لپیٹا۔ اور سب لوگوں کی مہر اس پر لگوائی ہے۔ حضورؐ نے اعلانِ ولایت علیؑ بحکم خدا کیا اس کی تائید واقعہ حارث بن نعمان فہری سے بھی ہوتی ہے (تفسیر ثعلبی وغیرہ)

## یمن سے واپسی کے موقعہ پر

خصائص نسائی۔ صاحب سنن۔ متوفی ۳۰۳ھ۔ مترجم مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۱۰ھ صفحہ ۵۲-۵۳۔ عنوان ذکر قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ علی ولی کل مومن من بعدی۔

(اخبرنا) احمد بن شعیب قال اخبرنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا جعفر یعنی ابن سلیمان عن یزید عن مطرف بن عبد اللہ عن عمران بن حصین قال جھز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا واستعمل علیھم علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا لقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرناہ ما صنع وکان المسلمون اذا رجعوا من سفر بدؤا

احمد بن شعیب۔ قتیبہ بن سعید۔ جعفر یعنی ابن سلیمان۔ یزید۔ مطرف بن عبد اللہ۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لشکر یمن بھیجا اور علیؑ کو اس پر سردار مقرر فرمایا۔ علیؑ لشکر کو لے کر گئے۔ (کفار سے جنگ کی قیدی بنایا) سو حضرت علیؑ نے ایک کنیز کو لے لیا۔ سو لوگوں نے اس پر انکار کیا اور اصحاب میں سے چار آدمیوں نے آپس میں عہد کیا کہ

برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسلموا علیہ فانصرفوا الی رحالھم فلما قدمت السریۃ فسلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر ان علی ابن ابی طالب صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم قام ثانی وقال مثل ذلک ثم الثالث فقال مقالتہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیھم رسول اللہ والغضب یبصر فی وجھہ فقال ما تریدون من علی۔ ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدی۔

جب ہم آنحضرتؐ سے ملیں تو علیؑ کی شکایت کریں گے اور جو کچھ انھوں نے کیا ہے اس کی اطلاع دیں گے۔ اور دستور تھا جب مسلمان جنگ وغیرہ سے واپس آتے تو پہلے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتے پھر اپنے گھروں کو جاتے سو جب لشکر واپس آیا تو آنحضرتؐ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا اور ان چار میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرتؐ آپ کو معلوم نہیں علیؑ نے ایسا ایسا کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا اس نے بھی اسی طرح کہا۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا۔ اس نے بھی اسی طرح کہا۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا اس نے بھی اسی طرح کہا۔ پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اس حال میں کہ چہرہ مبارک سے غصہ کے آثار ہویدا تھے۔ پھر فرمایا تم علیؑ کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہو۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس (علیؑ) سے ہوں۔ اور وہ (علی) میرے بعد کل مومنین کا ولی (حاکم) ہے۔

امام نسائی کی منزلت کیا ہے وہ صاحب سنن ہیں۔ جو صحاح ستہ میں شامل ہے آخیر عمر میں یہ دمشق گئے۔ لوگوں نے ان سے معاویہ کے فضائل بیان کرنے کو کہا جواب دیا اس بارے میں ایک ہی صحیح حدیث معلوم ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا خدایا اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے۔ اس پر لوگوں نے اتنا مارا کہ مر گئے اور اسی میں انتقال کیا۔

# حدیث من کنت مولاہ .... الخ بموقعہ غدیر خم

**سنن ابن ماجہ شریف** سب سے پہلے صحاح ستہ کی کتاب۔ سنن ابن ماجہ۔ امام محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ مترجم

طبع کراچی باب فضائیل علی ابن ابی طالب۔ ج۔۱ص۔۵۷۔پر ہے۔

"علی بن محمد۔ ابو الحسین۔ حماد بن سلمہ۔ علی بن زید۔ جدعان۔ عدی بن ثابت۔ براء بن عازب سے روایت ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے آپؐ راہ میں ایک جگہ اترے۔ لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کیا میں مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ صحابہ (کرام) نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسولؐ اللہ آپ نے فرمایا کیا میں ہر مومن کا اس کی جان سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں آپ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے اے اللہ تو اس سے الفت رکھ جو اس سے الفت رکھے اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اسے دشمن رکھ۔"

**مسند امام احمد بن حنبل** امام احمد متوفی سنہ ۲۴۱ھ حنبلی فرقے کے امام ہیں۔ ان کی مسند۔ مجموعہ احادیث کا مرتبہ جو ہے کسی سے مخفی نہیں ہے ان کی مسند کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ مسند میں مندرجہ ذیل طرق سے حدیث من کنت مولاہ نظر قاصر سے گزری ہیں۔

۱۔ مسند احمد بن حنبل ج۔۱۔ص ۸۴۔ بسند حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۲۔ " " " " ۱ " ۱۱۸ " سعید بن وھب وزید بن یثیع

۳۔ " " " " ۱ " ۱۱۹ " حضرت علی کرم اللہ وجہہ

| نمبر | کتاب | جلد | صفحہ | بسند |
|---|---|---|---|---|
| ۴۔ | مسند احمد بن حنبل | ج۔ ۱ | ص ۱۵۲ | بسند حضرت علی کرم اللہ وجہہ |
| ۵۔ | " " " | " ۱ | " ۳۳۱ | " ابن عباس رضی اللہ عنہ |
| ۶۔ | " " " | " ۴ | " ۲۸۱ | " براء بن عازب رض |
| ۷۔ | " " " | " ۴ | " ۳۶۶ | " عبدالملک بن عطیہ عوفی |
| ۸۔ | " " " | " ۴ | " ۳۷۰ | " ابی طفیل رض |
| ۹۔ | " " " | " ۴ | " ۳۷۲ | " ابی عبیدہ عن زید بن ارقم رض |
| ۱۰۔ | " " " | " ۴ | " ۳۷۲ | " میمون رض |
| ۱۱۔ | " " " | " ۵ | " ۳۴۷ | " بریدہ رض |
| ۱۲۔ | " " " | " ۵ | " ۳۶۶ | " سعید بن وہب رض |
| ۱۳۔ | " " " | " ۵ | " ۳۷۰ | " زید بن ارقم رض |
| ۱۴۔ | " " " | " ۵ | " ۴۱۹ | " رباح بن الحرث رض |
| ۱۵۔ | " " " | " " | " ۴۱۹ | " " (بطرق دیگر) |

ان کے علاوہ جو ہوں وہ اپنی جگہ پر ہیں۔ گویا پندرہ[15] طرق سے کم از کم اس کتاب میں ہے ہی۔ ہم ان میں سے صرف ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔

حدثنا یحیی بن آدم حدثنا حنش بن الحرث بن لقیط النخعی عن رباح بن الحرث قال جاء رهط الی علیؑ بالرحبة فقالوا السلام علیک یا مولانا قال کیف اکون مولاکم وانتم قوم من العرب قالوا سمعنا رسول اللہ (ص) یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ قال رباح فقلت من ھؤلاء فقیل

(حذف اسناد کے ساتھ) رباح بن الحرث سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک گروہ امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ مقام رحبہ میں تھے۔ اور کہا السلام علیک یا مولانا۔ یعنی اے مولیٰ (آقا) آپ پر سلام ہو۔ حضرت نے فرمایا میں تمہارا کس طرح مولیٰ ہوں جبکہ تم قوم عرب سے ہو وہ کہنے لگے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نفر من الانصار فیهم کو غدیر خم میں کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس
ابو ایوب الانصاری کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ
(مسند احمد بن حنبل ج۔۵ ص ۴۱۹) ہیں۔ ریاح کہتے ہیں میں نے لوگوں سے
پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ لوگ گروہ انصار سے ہیں کہ جن میں حضرت
ابو ایوب انصاری جیسے صحابی رسولؐ بھی ہیں۔

## الامامت والسیاست

عبداللہ مسلم بن قتیبہ دینوری۔ متوفی ۲۷۶ھ
اردو طبع ملتان۔ ص ۲۸۱۔ پر ہے۔

"برو ہمدان کا رہنے والا تھا۔ معاویہ کے پاس آیا۔ برو عمرو عاص سے (مخاطب ہو کر) ہمارے بزرگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔

"من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہٗ"

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

یہ حدیث صحیح ہے یا غلط۔

عمرو عاص۔ سچی ہے۔ مزید برآں علی علیہ السلام کے جس قدر فضائل ہیں صحابہ میں سے کسی کے بھی اتنے نہیں ہیں۔"

جناب عمرو عاص جناب معاویہ کے دست راست اور حضرت علی علیہ السلام کے مخالف تھے۔ یہ قدرت کا انتظام کہ عمرو عاص سے بھی باوجود دشمنی کے نہ صرف اس حدیث کی تصدیق کرادی بلکہ یہاں تک کہلا دیا کہ جتنے فضائل علی علیہ السلام کے ہیں اتنے کسی اور کے نہیں ہیں۔ التعریف والتصدیق تو وہی ہے جو دشمن کرے۔

ابن قتیبہ دینوری کے بارے میں چند جملے جناب امیر جماعت اسلامی مولانا ابو الاعلیٰ مودودی کی کتاب خلافت وملوکیت ص ۳۰۹ سے ملاحظہ فرمایئے۔ "خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ وہ ثقہ۔ دیندار اور فاضل ہے۔"

ابن کثیر کہتے ہیں۔ "وہ ثقہ اور صاحبِ فضل و شرف آدمی تھا" ابن حزم کہتے ہیں۔ "اپنے دین و علم میں بھروسے کے قابل تھا۔ ابن قتیبہ ثقہ اور اہلِ سُنّت میں سے تھا۔" الغرض وہ اہلِ سُنّت میں سے تھا اور اکابرین نے اسے ثقہ تسلیم کیا ہے۔

مولوی شبلی نعمانی الفاروق ص ۱۱ پر لکھتے ہیں۔ "نہایت نامور اور مستند مصنّف ہے محدثین بھی اس کے اعتماد و اعتبار کے قائل ہیں۔"

## مشکوٰۃ شریف

ج۔ سوم۔ باب فضائیل علی۔ مترجم ص ۲۶۷۔ ۲۶۸ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"براء بن عازب رضؓ اور زید بن ارقم رضؓ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غدیر خم پر قیام پذیر ہوئے تو علی رضؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ مومنوں کے نزدیک ان کی جانوں سے زیادہ عزیز و بہتر میں ہوں (الی اولیٰ بالمومنین من انفسھم) سب نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ عزیز و پیارا ہوں لوگوں نے عرض کیا ہاں پھر آپ صؐ نے فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ (یعنی) جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی رضؓ بھی مولیٰ ہے اے اللہ تو اُس کو دوست رکھ جو علی رضؓ کو دوست رکھے۔ اور اس شخص کو دشمن رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔ اس واقعے کے بعد علی رضؓ نے عمر رضؓ سے ملاقات کی عمر نے ان سے کہا ابوطالب کے بیٹے خوش رہو تم صبح و شام ہر وقت ہر مومن مرد اور مومن عورت کے مولیٰ ہو۔ (اس کو روایت کیا احمد نے)۔"

## ترمذی شریف

متوفی ۲۷۹ھ صحاح ستہ کی اہم کتاب ہے۔ ج۔ دوم ترجم قرآن محل کراچی۔ ابواب المناقب۔ ص ۱۵۷ پر ہے۔

"محمد بن بشار۔ محمد بن جعفر شعبہ بسلمہ بن کہیل۔ ابی طفیل حضرت ابی سریحہ یا زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی بھی مولیٰ ہیں ......"

## خصائص نسائی

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیبؒ صاحب سنن المتوفی ۳۰۳ھ کی کتاب خصائص میں ایک باب ہے "ذکر قول النبیؐ من کنت ولیہ فعلی ولیہ۔ اس باب میں انہوں نے گیارہ احادیث جمع کی ہیں۔ جس میں سے ص ۵۰۔ کی حدیث نمبر ۸۲ ہم پیش کر رہے ہیں۔

اخبرنی ذکریا بن یحیی قال حدثنا نصر بن علی قال ابنانا عبداللہ بن داؤد عن عبد الواحد بن ایمن عن ابیہ ان سعدؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ولہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔

## مروج الذہب

مسعودی متوفی ۳۴۶ھ۔ جز ثانی عربی ص ۲۵۴ اردو حصہ دوم ص ۳۶۰۔

"وقولہ صلوات اللہ علیہ: وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ الا انہ لا نبی بعدی۔ وقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ"۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے ان کے بارے میں فرمایا۔ تمہاری نسبت میرے ساتھ ویسی ہی ہے جیسی منزلت حضرت موسیٰ سے حضرت ہارون کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔ اے اللہ جو اس (علی) سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس (علی) سے دشمنی کرے تو بھی اس سے

## مستدرک حاکم۔

امام حاکم متوفی ۴۰۵ھ ج-۳-ص ۱۱۰-

(حدثنا) محمد بن صالح بن ھانی ثنا احمد بن نصر و اخبرنا محمد بن علی الشیبانی بالکوفہ ثنا احمد بن حازم الغفاری

(ابنانا) محمد بن عبد اللہ العمری۔ ثنا محمد بن اسحاق۔ ثنا محمد بن یحییٰ و احمد بن یوسف (قالوا) ثنا ابو نعیم ثنا۔ ابن ابی غنیۃ عن الحکم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس۔ عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال غزوت مع علی الی الیمن فرایت منہ جفوۃ فقدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرت علیا فتنقصتہ فرایت وجہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتغیر فقال یا بریدۃ الست اولی بالمومنین من انفسھم قلت بلی یا رسول اللہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ وذکرۃ الحدیث (ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ)

(حذف اسناد)

جناب بریدہ سے مروی ہے کہ ۔۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں مومنین کے نفسوں کا ان سے زیادہ مالک ومختار نہیں ہوں۔ انھوں نے عرض کیا ہاں آپ ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔ یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح لیکن اس کی تخریج نہیں کی۔

## کتاب سر العالمین

امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ عربی۔ مقالہ چہارم۔ص ۹-

"لکن اسفرت الحجۃ وجھھا واجمع الجماھیر علی متن الحدیث عن خطبتہ یوم الغدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال

لیکن حجت قطعی نے اپنے چہرے سے نقاب الٹ دی۔ اور خطبہ غدیر میں جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے متن پر جمہور کا اجماع و اتفاق

عمر: بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای و مولیٰ کل مومن و مومنة "

آپ نے فرمایا، "جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے" یہ سنکر (حضرت) عمر نے کہا اے ابوالحسن (حضرت علی کی کنیت) تم کو مبارک ہو۔ کہ تم میرے اور ہر مومن مرد و مومنہ عورت کے مولا قرار پائے۔"

سر العالمین امام غزالی کی کتاب اتنی مستند ہے کہ اس سے حوالہ سبط ابن جوزی نے تذکرۃ خواص الامت پر پیش کیا ہے سر العالمین کا قلمی نسخہ بخط مصنف خدیو مصر کے کتب خانے میں ہے۔ (دیکھو البلاغ المبین صفحہ ۸۲)

یہ بات نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ غدیر میں آنحضرت نے جو کچھ فرمایا یعنی من کنت مولاہ ۔۔۔ الخ کے متن پر جمہور کا اجماع اور اتفاق ہے یہ بات وہ شخص کہہ رہا ہے جس کا انتقال ۵۰۵ھ میں ہوا۔

**ابن عساکر** متوفی ۵۷۱ھ نے مشہور کتاب تاریخ دمشق لکھی ہے۔ جو بہت ہی مستند مانی جاتی ہے۔ بہر حال۔ ابن عساکر نے بھی حدیث غدیر کہہ لیجئے حدیث ولایت کہہ لیجئے مع اسناد کے بیان کیا ہے۔ ساٹھ احادیث نقل کی ہیں۔ جن میں سے دو حدیثیں ہم کتاب ترجمۃ الامام علی بن ابی طالب من تاریخ مدینۃ دمشق۔ تصنیف العالم الحافظ ابی القاسم علی بن الحسین ھبۃ اللہ الشافعی المعروف بابن عساکر۔ طبع بیروت سے نقل کر رہے ہیں۔

ملاحظہ ہو۔ ج ۔ ۱۔ ص ۳۷۹۔ حدیث نمبر ۴۶۱۔

(۱) اخبرنا ابو سھل محمد بن ابراہیم ابنانا ابو الفضل الرازی۔ ابنانا ابو القاسم جعفر بن عبد اللہ بن یعقوب۔ ابنانا محمد بن ہارون ابنانا نصر بن علی۔ ابنانا ابو احمد ابنانا ابن ابی غنیۃ، عن الحکم۔ عن سعید بن جبیر، عن ابن عباس عن بریدۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، من کنت مولاہ فعلی مولاہ

حضرت بریدہ رضی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔

ج۔ ۱۔ص ۳۹۷۔ حدیث نمبر ۴۶۰۔ اخبرنا ابوالحسن علی بن المسلم الفقیہ۔ ابنانا عبدالعزیز بن احمد الکتانی۔ ابنانا ابو عبداللہ الحسین بن عبداللہ بن محمد بن اسحاق ابنانا خالی ابن خثیمۃ بن سلیمان۔ ابنانا ابو عمر ھلال بن العلاء بالرقۃ ابنانا عبید بن یحییٰ ابو سلیم۔ ابنانا ابو مریم عبدالغفار ابن القاسم الانصاری عن عدی بن ثابت عن سعید بن جبیر:
عن ابن عباس عن بریدۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسرے طرق سے بھی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت ہم تک پہنچی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔

نوٹ:۔ حدیث نمبر ۴۶۰ کو ابو نعیم نے انھیں اسناد کے ساتھ حلیۃ الاولیاء ج۔ ۴۔ص ۲۳ پر بھی درج کیا ہے۔

**تذکرۃ خواص الامۃ** سبط ابن جوزی ولادت ۵۸۱ھ وفات ۶۵۴ھ اردو صفحات ۵۵ تا ص ۶۱۔ عربی صفحہ ۲۸ تا ۳۲۔ پر

سبط ابن جوزی نے اس حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو پانچ طرق سے نقل کیا ہے۔ اردو صفحہ ۵۵ کی روایت ملاحظہ ہو۔

(۲) " امام احمد نے مسند میں کہا ہے ابن نمیر۔ عبدالملک بن ابی عبدالرحیم الکندی عن زاذان سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقام رحبہ میں علی ابن ابی طالب کو یہ کہتے ہوئے سنا اور وہ لوگوں کو قسم دے کر فرماتے تھے اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہ کو کو غدیر خم کے دن کہتے ہوئے سنا ہو کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ پس صحابہ میں سے تیرہ افراد کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی کہ بے شک ہم نے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا اور ترمذی نے بھی یہ حدیث کتاب سنن میں نقل کی۔ الخ "

## سبط ابن جوزی کی منزلت

شمس الدین ابو المظفر المعروف بہ سبط ابن الجوزی متوفی ۶۵۴ھ۔ صاحب تذکرہ خواص الامۃ۔ ان کے بارے میں مراۃ الجنان علامہ یافعی الجزء رابع ص ۱۳۶ کی عبارت کا اردو ترجمہ ہم البلاغ المبین آغا سلطان مرزا صاحب اعلی اللہ مقامہ سے پیش کر رہے ہیں۔

"بہت بڑے عالم واعظ اور مؤرخ تھے۔ ان کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ انھوں نے ۲۹ مجلدات میں تفسیر قرآن لکھی ہے۔ اور جامع الکبیر کی شرح لکھی ہے اور ابو حنیفہ کے مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے۔"

## ریاض النضرہ

حافظ حدیث ابو جعفر احمد بن محب الدین طبری شافعی مکی متوفی ۶۹۴ھ باب چہارم میں حدیث من کنت مولاہ کو چھ طرق سے درج کیا ہے۔ ان میں سے ایک مکتبہ ساجد ملتان کے شائع کردہ ص ۵۵ سے نقل کر رہے ہیں۔

رباح بن الحارث۔ قال بینما علیؑ جالس اذ جاء رجل فدخل علیہ اثر السفر فقال السلام علیک یا مولای قال من ھذا قال ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ فقال علی افرجوا لہ ففرجوا فقال ابو ایوب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ خرجہ البغوی فی معجمہ۔

رباح بن حارث سے مروی ہے کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا ایک شخص حاضر ہوا جس پر سفر کے آثار نمایاں تھے۔ اس نے عرض کیا میرے مولیٰ آپ پر سلام ہو۔ پوچھا کون ہے کہا ابو ایوب انصاریؓ۔ علی علیہ السلام نے فرمایا آپ کو جگہ دو۔ انھوں نے جگہ دے دی۔ ابو ایوب انصاری نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

۱۵۔ ریاض النضرہ و ذخائر العقبیٰ محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد طبری

ولادت ۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۸ء وفات ۶۹۴ھ مطابق ۱۲۹۵ء کے بارے

میں علامہ یافعی ۶۹۴ھ کی وفیات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بہت بڑے علم والے۔ فقیہہ۔ پرہیزگار محدث۔ حافظ تھے۔

درس دیتے تھے ......۔ اپنے زمانے کا یکتا محدث حجاز تھا۔

اکابر محدثین و فقہا کی جماعت کثیر نے ان سے اخذ علم حدیث کیا۔ الخ

(البلاغ المبین ص ۴۷۹)

کتاب:۔ خسرو نظامی رح تصنیف جناب شیخ عبدالکریم نظامی اکبرآبادی ۔طبع کراچی

۱۹۶۸ء میں ص ۷۶ پر آب حیات کے حوالے سے

لکھتے ہیں کہ :۔ قوالی کا فن حضرت خواجہ امیر خسرو (متوفی ۷۲۵ھ) کا ایجاد کردہ ہے۔

...... قوالی کی محفلوں میں بڑے بڑے قوال ابتدائے مجلس میں امیر خسرو نظامی رح کے قول۔

ترانہ۔ رنگ وغیرہ سے شروع کرتے ہیں۔

قول

من کنت مولاہ۔ فعلی مولاہ۔

دراتل دراتل درانی۔

ہم توم تنا نانا تنانانا رے۔

یلالی یلالی یالا رے

من کنت مولاہ۔ فعلی مولاہ"

جو راگ رنگ کے فن سے واقف ہو وہی اس کی قدر کرسکتا ہے ہم نے تو جو اس

کتاب میں پایا نقل کردیا۔ ابھی کچھ دن کی بات ہے کہ لاہور ٹی وی سے یہ قوالی

پیش کی گئی تھی۔

maablib.com

## یہ قول رسولؐ من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ۔ کو وہراتے کیوں ہیں

حضرت زید بن ارقم سے ایک طرق سے جو روایت ہم تک پہونچی ہے اس میں ہے۔ "........

واخذ بید علی اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یقولہا ثلاث مرات ثم قال الا فلیبلغ الشاہد منکم الغائب۔

(عروۃ الوثقیٰ فی خصائص مرتضیٰ۔ باب چہارم مترجم ص ۶۰۔ کتب خانہ صوفیہ لاہور۔ (قدیم نسخہ)

حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے۔ اے اللہ دوست رکھ اس کو جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علی کو دشمن رکھے۔ تین مرتبہ (یہ بات کہہ کر) فرمایا تم حاضرین کو چاہیئے کہ جو غائب (اس وقت موجود نہیں ہیں) ان تک اس خبر کو پہونچا دیں۔

جو لوگ بھی علی ولی اللہ کا جس طرح بھی اعلان کرتے ہیں وہ در اصل اس حکم رسولؐ کی بجاآوری کرتے ہیں۔ اب سمجھ میں آیا قوال قول بیان کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور وہ قول یہی ہے کہ جس کے حضورؐ مولیٰ ہیں اس کے علی بھی مولیٰ ہیں اب ہم سے نہیں رسول سے پوچھو تاکید کیوں کی ہے کہ جو حاضر ہے وہ اس خبر کو غائب تک پہونچا دے۔

## کتاب تذکرۃ الحفاظ

تالیف شمس الدین ابی عبد اللہ الذہبی متوفی ۷۴۸ھ طبع حیدر آباد دکن ۱۳۳۳ھ۔

ان کے بارے میں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ حافظ ابن کثیر نے ان کو اپنا شیخ کہا ہے اور جگہ جگہ ان کے قول کو قبول کیا ہے۔

تذکرۃ الحفاظ۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۰۔ عنوان "امیر المومنین علی ابن ابی طالب"..... "وشہد لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالجنۃ۔ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ"

امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بعنوان امیر المومنین علی ابن ابی طالب لکھتے ہیں۔ "ان (یعنی علی کیلئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی۔ اور فرمایا۔ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔"

## مودۃ القربیٰ تالیف سید علی ہمدانی شافعی۔ متوفی ۷۸۶ھ

عنوان پانچویں مودت کے تحت حدیث میں من کنت مولاہ ۔۔۔ الخ ۱۶ طرق سے پیش کی ہیں۔ ہم اختصار کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔ جن کے راوی خود حضرت عمرؓ ہیں۔ ملاحظہ ہو مودۃ القربیٰ ص ۵۴

"وعن عمر ابن الخطاب قال نصب رسول اللہ علیاً علماً فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من خذلہ۔ وانصر من نصرہ اللھم انت شہیدی ۔۔۔ الخ

حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے علی کو بطور نشان ہدایت کے نصب کیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ بار الہا جو کوئی اس کو دوست رکھے تو بھی اسکو دوست رکھ جو کوئی اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ جو اس کو چھوڑ دے (نصرت نہ کرے) تو بھی اس کو چھوڑ دے جو اس کی نصرت کرے تو بھی اس کی نصرت فرما۔ اے اللہ تو ان پر میرا گواہ ہے ۔۔۔۔۔"

سید علی ہمدانی جن کی کتاب مودۃ القربیٰ مشہور و معروف ہے۔ ان کی وفات ۷۸۶ھ میں واقع ہوئی۔

ان کے متعلق مختلف کتابوں سے جو کچھ آغا سلطان مرزا صاحب اعلی اللہ مقامہ نے البلاغ المبین ج ۲۔ ص ۸۰۳ پر جمع کیا ہے۔ مختصراً پیش خدمت ہے۔

محمود بن سلیمان کفوی کتائب الاعلام الاخیار من فقہاء مذہب نعمان المختار میں لکھتے ہیں۔ (صرف ترجمہ)

لسان العصر، اپنے وقت کے سردار، واقف اسرار ناسوتیہ ولاہوتیہ شیخ عارف ربانی و عالم صمدانی

سید علی ہمدانی علوم ظاہرہ و باطنہ کے حامل تھے۔

علامہ جامی نے نفحات الانس میں ان کی بہت تعریف و ثنا کی ہے۔ لکھتے ہیں:-

ایک ہزار چار صد اولیاء کی صحبت ان کو نصیب ہوئی۔

جب کتاب اوراد تالیف کی تو حیران تھے کہ کیا نام رکھیں۔

مدینہ مبارک میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

دیکھا۔ آپ فرماتے تھے اسکا نام اوفیتہ رکھو چنانچہ یہ نام رکھا گیا

شاہ ولی اللہ نے رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء میں ان کی

بہت مدح کی ہے۔ شاہ ولی اللہ نے ان کو کامل المحقق

کے خطاب سے یاد کیا ہے۔"

## البدایہ والنہایہ

اسمٰعیل بن عمر بن کثیر۔ المعروف بہ ابن کثیر دمشقی۔
متوفی ۷۷۴ھ

ابن کثیر نواصب و خوارج کا پسندیدہ مورخ ہے۔ پاکستان کا یہ المیہ ہے کہ یہاں نواصب و خوارج اپنے کو سنی ہی ظاہر کرتے ہیں۔ اور عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔ بہرحال ابن کثیر کے بارے میں مولانا مودودی کا یہ کہنا ہی کافی ہے کہ یہ شیعہ روایات کو بڑی شد و مد سے رد کرتا ہے۔ اس نے امیر معاویہ تو معاویہ یزید کی بھی اپنی مقدرت بھر صفائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ (خلافت و ملوکیت)

لیکن یہ حدیث۔ من کنت مولاہ......" اتنی عام مشہور۔ متواتر اور مستند تھی کہ ابن کثیر دمشقی بھی نظرانداز نہ کر سکے۔ انھوں نے البدایہ والنہایہ الجزء ۶ الخامس میں ص ۲۰۸ سے ۲۱۴ تک اس حدیث پر بحث کی ہے۔ انھوں نے ۴۲ طرق سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ کچھ اسناد کو رد کیا ہے کچھ کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن کچھ کے اسناد کو جید کہا۔ کچھ کو کہا ھٰذا حدیث صحیح۔ کسی کے بارے میں کہا ھٰذا اسناد جید قوی رجالہ کلھم ثقات۔ سارے اسناد جید ہیں۔ قوی ہیں ثقہ قابل اعتماد ہیں۔ اس طرح ایسی جمع کردہ ۴۲۔ احادیث میں سے ۳۴۔ ۳۵ کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اختصار کے پیش نظر ہم ان میں سے

صرف دو حدیثیں بیان پیش کرتے ہیں۔

البدایہ والنہایہ ص ۲۰۹

(۱) قال الامام احمد حدثنا الفضل بن دکین ثنا ابن ابی غنیۃ عن الحکم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن بریدہ قال غزوت مع علی الیمن فرایت منہ جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکرت علیا فتنقصتہ فرایت وجہ رسول اللہ یتغیر فقال یا بریدہ الست اولی بالمومنین من انفسہم قلت بلی یارسول اللہ قال: من کنت مولاہ فعلی مولاہ وکذا رواہ النسائی عن ابی داؤد الحرانی عن ابی نعیم الفضل بن دکین عن عبد الملک بن ابی غنیۃ باسنادہ نحوہ وھذا اسناد جید قوی رجالہ کلہم ثقات

"امام احمد۔ فضل بن دکین۔ ابن ابی غنیہ۔ حکم۔ سعید بن جبیر۔ ابن عباس۔ بریدہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غزوہ یمن میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ میں نے ان سے (اپنی دانست میں) برائی دیکھی۔ پھر جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شکایت کی۔ پس حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک متغیر ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بریدہ کیا میں مومنین کے نفوس کا ولی نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ۔ پھر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ اور اسی حدیث کو روایت کیا نسائی نے بسلسلہ ابی داؤد حرانی۔ ابی نعیم۔ فضل بن دکین۔ عبدالملک بن ابی غنیہ اس کے بعد انہیں اسناد سے (جو اوپر درج ہیں) اور (ابن کثیر کہتے ہیں) یہ اسناد جید۔ اور قوی ہیں۔ اور تمام رجال ثقہ قابل اعتماد ہیں"

اس حدیث کو امام حاکم نیشاپوری نے بھی مستدرک میں پیش کیا ہے ملاحظہ ہو ج۔۳۔ ص ۱۱۰-۱۱۱

(۲) قد روی النسائی فی سننہ عن محمد بن المثنی عن یحیی بن حماد عن ابی معاویۃ عن الاعمش عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی الطفیل عن

"محمد بن مثنی۔ یحیی بن حماد۔ ابی معاویہ۔ اعمش۔ حبیب بن ابی ثابت۔ ابی طفیل۔ عن زید بن ارقم صحابی رسول خدا جناب زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جب

زید بن ارقم قال لما رجع رسول اللہ من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔ ثم قال اللہ مولائی وانا ولی کل مومن ثم اخذ بید علی فقال: من کنت مولاہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ فقال ما کان فی الدوحات الا راہ بعینیہ وسمعہ باذنیہ تفرد بہ النسائی من ھذا الوجہ قال شیخنا ابو عبد اللہ الذھبی وھذا حدیث صحیح۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۰۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے اور غدیر خم (مقام) پر اترے تو منبر رکھنے کا حکم دیا سو منبر رکھا گیا پھر فرمایا کہ گویا میں بلایا گیا ہوں (عنقریب دنیا سے رخصت ہونیوالا ہوں) اور میں نے قبول کیا۔ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب (قرآن مجید) دوسری میری عترت۔ اہلبیت پس نظر کرو کہ تم میرے بعد ان سے کس طرح پیش آتے ہو۔ (ان کیساتھ کیا سلوک کروگے) یہ دونوں کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر وارد ہوں گے۔ پھر فرمایا اللہ میرا مولیٰ ہے۔ اور میں تمام مومنین کا ولی ہوں۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہ کا ہاتھ پکڑا۔ اور فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا یہ بھی ولی ہے۔ الٰہی تو اس سے محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے۔ اور دشمن رکھ اس کو جو اسے دشمن رکھے۔ (ابو طفیل کہتے ہیں) میں نے زید سے کہا تو نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے اس نے کہا منبر کے پاس ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس نے اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہو یا اپنے کانوں سے نہ سنا ہو۔ (ابن کثیر کہتے ہیں) کہ ہمارے شیخ ابو عبد اللہ الذھبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے

**کتاب فصول المہمہ فی معرفۃ آئمہ** مصنفہ ابن سباغ مالکی متوفی ۸۵۵ھ ابن صباغ نے

اس کتاب میں حدیث غدیر خم کو سات طرق سے پیش کیا ہے ملاحظہ ہو صفحات ۲۵ تا ۲۷۔ چنانچہ احمد بن حنبل کی مسند سے جناب براء بن عازب کی روایت انھوں نے صفحہ ۲۵ پر درج کی ہے ملاحظہ ہو

روی الامام احمد بن حنبل نے
مسند عن براء بن عازب قال کنا
مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی
سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا
الصلوٰۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ
تحت شجرتین فصلی الظہر واخذ
بید علی فقال الستم تعلمون انی
اولی بالمومنین من انفسہم قالوا
بلی قال الستم تعلمون انی اولی
بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال
اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللھم وال والاہ وعاد من
عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب رضؓ بعد
ذالک فقال لہ ھنیأ لک یا بن
ابی طالب اصبحت مولی کل
مومن ومومنہ۔

روی الحافظ ابوبکر بن
احمد بن الحسین البیہقی رحمت
اللہ علیہ ایضاً ھذا الحدیث
بلفظہ مرفوعاً الی البراء بن عازب

وہ روایت کیا ہے جناب احمد بن حنبل نے
حضرت براء بن عازب رضؓ سے کہ وہ کہتے ہیں
کہ ہم جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم
کے ساتھ سفر میں تھے۔ پھر ہم غدیر خم پہونچے۔
اذان دی گئی۔ پھر نماز ظہر ادا کی گئی۔ حضور
سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم
نے علی کا ہاتھ پکڑا اور (لوگوں کو مخاطب
کرکے) سوال کیا کیا میں مومنین کے
نفوس سے اولیٰ نہیں ہوں؟ سب نے کہا
ہاں یا رسول اللہ آپ ہمارے نفوس
سے اولیٰ ہیں۔ پھر آپ نے دہرایا کیا
میں مومنین کے نفوس سے اولیٰ نہیں ہوں؟
سب نے جواب دیا بے شک آپ ہمارے
نفوس سے اولیٰ ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا
اے اللہ میں جس کا مولیٰ ہوں۔ علی بھی اس
کا مولیٰ ہے۔ تو ان کو دوست رکھ جو
اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو
اس سے دشمنی رکھے۔ پھر حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ تشریف لائے اور حضرت علی کو مبارکباد
دی۔ اے ابی طالب کے بیٹے آپ میرے اور
کل مومنین ومومنات کے مولیٰ ہوگئے
اور بیہقی نے بھی انہیں الفاظ کیساتھ جناب
براء بن عازب کی روایت نقل کی ہے۔

## حق چھپانے کی سزا

شواہد النبوۃ۔ ملا جامی متوفی ۸۹۸ اردو ترجمہ ص ۲۹۳ پر ہے
وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک موقعہ پر حاضرین کو قسم

دیکھ کہا کہ جس نے پیغمبر اکرمؐ سے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ سنی ہو گواہی دے۔ ہم اس واقعہ کو شواہد النبوۃ ملا جامی اردو ص ۲۹۳ سے نقل کر رہے ہیں۔ اور وادین میں کتاب ہی کے الفاظ ہیں۔ "اس وقت انصار میں سے بارہ افراد موجود تھے جنہوں نے گواہی دی۔" ایک شخص جس نے یہ حدیث سنی تھی گواہی نہ دی آپؐ نے فرمایا تم کیوں گواہی نہیں دیتے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے بھول گیا ہوں۔ حضرت نے اس کے لئے بد دعا کی اگر یہ شخص جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرہ پر برص کے نشان ظاہر کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ خدا میں نے وہ شخص دیکھا ہے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان برص کے نشان تھے۔

"زید بن ارقم فرماتے ہیں میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا میں نے بھی حدیث سن رکھی تھی لیکن اس کی گواہی نہ دی اور بات چھپائے رکھی۔ خداوند تعالیٰ نے مجھے بصارت سے محروم کر دیا۔ وہ ہمیشہ گواہی نہ دینے پر اظہار شرمندگی کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش و مغفرت طلب کیا کرتے تھے۔" ایک دن آپ نے فرمایا میں عبداللہ۔ رسولؐ کا بھائی اور نبی رحمت کا وارث ہوں۔ سیدۃ النساء العالمین کا خاوند ہوں۔ وصیوں کا سردار ہوں۔ اوصیا کا ختم کرنیوالا ہوں میرے علاوہ جو بھی اس بات کا دعویٰ کرے خدا اس کو بدی میں مبتلا کرے۔ ایک شخص کہنے لگا۔ اس شخص سے کون خوش ہو سکتا ہے جو اپنے کو انا عبداللہ و اخو رسول اللہؐ کہتا ہے۔ وہ شخص اپنی جگہ سے اٹھا بھی نہ تھا کہ اس کے دماغ میں جنون و دیوانگی واقع ہو گئی۔ چنانچہ لوگ اس کو پکڑ کر مسجد سے باہر لے گئے۔ بعد ازاں جب اس کے رشتے داروں سے پوچھا گیا کہ اسے اس سے پہلے بھی کبھی ایسا عارضہ لاحق ہوا یا نہیں تو انھوں نے کہا نہیں ہر گز نہیں۔"

**تاریخ الخلفاء** حافظ جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ عربی قدیم نسخہ ۱۹۱۰ء۔ ص ۱۱۹۔ اردو طبع کراچی میں ۱۶۹ پر حدیث من کنت مولاہ درج ہے۔ دو طرق

واخرج الترمذی عن ابی سریحۃ و زید ابن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم — ترمذی نے زید بن ارقم اور ابی سریحہ سے روایت کی ہے کہ رسولؐ

قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ

واخرجہ احمد عن علی وابو ایوب الانصاری وزید ابن ارقم و عمر وذی مر وابو یعلی عن ابی ھریرہ والطبرانی عن ابی ابن عمر ومالک بن الحویرث وحبشی بن جنادہ) وجریر وسعد بن ابی وقاص وابی سعید الخدری وانس والبزاز و ابن عباس وعمارہ وبریدہ وفی اکثرھا زیادہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

ولاحمد عن ابی طفیل قال جمع علی الناس فی الرحبۃ ثم قال لھم انشد باللہ کل امرء مسلم سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر ما قال لما قام۔ فقام الیہ ثلثون من الناس فشھدوا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

(رسول) اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔ (احمد نے علی و ابو ایوب انصاری و زید بن ارقم و عمر و ذی مر و ابو یعلی نے ابی ھریرہ سے اور طبرانی نے ابن عمر و مالک بن الحویرث و حبشی بن جنادہ سے) اور جریر و سعد بن ابی وقاص و ابی سعید الخدری و انس و بزاز و ابن عباس و عمارہ و بریدہ اور ان میں سے اکثر نے یہ زیادہ کہا ہے کہ سرکار نے یہ بھی فرمایا اللہ تو اسکو دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ جو علی کو دشمن رکھے۔

(۲) احمد نے ابی طفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے لوگوں کو ایک صحن میں جمع کیا اور کہا میں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ نے یوم غدیر میرے نسبت کیا فرمایا تھا تیس آدمی ان میں اٹھ کھڑے ہوئے انھوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے اور اے اللہ تو دوست رکھ اس کو جو انکو (علی کو) دوست رکھے اور دشمن رکھ اس کو جو اسے (علی کو) دشمن رکھے۔

حافظ امام جلال الدین سیوطی ولادت ۸۵۰ھ وفات ۹۱۱ھ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ جن میں لئالی۔ تفسیر در منثور۔ تاریخ الخلفاء۔ اتقان وغیرہ بہت مشہور و مستند اور جامع ہیں۔ ان کے متعلق بڑی مفید اور جامع معلومات جناب آغا سلطان مرزا صاحب البلاغ المبین ج ۲ ص ۱۵۸ پر لکھی ہیں۔ جن میں سے مختصراً کچھ پیش خدمت ہیں۔

"شیخ عبد القادر شاذلی نے جلال الدین سیوطی کے مناقب ایک کتاب میں جمع کیے ہیں۔
علامہ شعرانی (یعنی عبد الوہاب بن احمد شعرانی) اپنی لواقح الانوار میں ان کی تلخیص پیش کی ہے۔
اردو ترجمے سے چند جملے پیش خدمت ہیں۔

"شیخ جلال الدین سیوطی کے بہت عمدہ خصائل تھے۔ صفائی باطن اور جلائے قلب نہایت عمدہ اور صحیح اعتقادات رکھنے والے بزرگ تھے۔ زاہد کامل۔ عالم مجتہد اور باعمل تھے۔ بادشاہ و امراء کے پاس زندگی میں کبھی نہیں گئے۔ کہا کرتے کہ میں نے علم حدیث ڈیڑھ سو علماء سے سیکھا ہے۔ انھوں نے ۶۰۰ کتابیں تالیف کیں ...... حافظ حدیث و قرآن تھے ...... ابن حجر نے بہت سی حدیثیں جمع کیں جن کی نسبت ان کے راویان کا علم ابن حجر کو نہ تھا۔ ان کے درجوں سے بھی واقف نہ تھے ...... ان سب کو انھوں نے شیخ جلال الدین سیوطی کے پاس بھیجدیا۔ انھوں نے راویوں کی اسناد بتا دیں اور حسن اور ضعیف کو بھی علیحدہ کر دیا۔"

ان کی جلالت علمی، اور ان کے اعلیٰ مقام علمیت و کردار کا ادراک کرنے کے لئے میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے۔

**صواعق محرقہ**

ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ (یہ کتاب شیعوں کی رد میں لکھی گئی عربی ص ۱۲۲ پر حدیث شریف من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔
درج ہے۔ اس کے بعد وہ لکھتے ہیں اسے حضور علیہ السلام سے ۳۰ صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اور اس کے بہت سے طرق صحیح اور حسن ہیں (صواعق اردو ص ۱۶۱)
کی دوسری روایت ملاحظہ ہو۔
"حضرت عمران ابن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: تم علی سے کیا چاہتے ہو۔ میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہے۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔"
عربی:- قال صلی اللہ علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ الحدیث ..... وانہ رواہ عن النبی ثلاثون صحابیا وان کثیر امن طرقہ صحیح اوحسن

**مدارج النبوۃ** شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ - ج - ۱ - اردو ص ۵۳۴ نولکشور پریس پر ہے۔

"اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں فرمایا!

من کنت مولا فعلی ..... الخ

جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولیٰ ہے۔ اے پروردگار دوست رکھ تو اس کو جو دوست رکھے علی کو۔ اور دشمن رکھ اس کو جو اس (علی) کا دشمن ہو"۔

**کتاب ازالتہ الخفاء** شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ - حصہ دوم - فصل ہفتم - مترجم - ص - ۵۲۴ پر ہے -

"وصیت دوستی مرتضیٰ را باین کلمہ نمود الست اولیٰ بکم من انفسکم قالوا بلیٰ۔ قال: من کنت مولاہ فعلی مولاہ - اللھم والِ من والاہ وعاد من عاداہ"

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دوستی مرتضیٰ شیر خدا علی مرتضیٰ کے لئے اس کلمہ سے وصیت فرمائی کیا میں تمہاری جانوں سے بہتر نہیں ہوں۔ سب نے کہا ہاں کیوں نہیں - آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔ اے اللہ جو علی سے محبت کرے آپ بھی اس سے محبت کیجئے اور جو علی سے دشمنی رکھے۔ آپ بھی اس سے عداوت کیجئے"۔

شاہ ولی اللہ نے ازالتہ الخفاء حصہ دوم - ص ۴۴۴ تا ۴۴۷ - پر اس حدیث من کنت مولاہ کو چار طرق سے پیش کیا ہے۔

**معالم العترۃ اردو ترجمہ ینابیع المودۃ** علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مفتی اعظم قسطنطنیہ - متوفی ۱۲۹۴ھ - تالیف ۱۲۹۱ھ اردو طبع لاہور - ص ۲۸۷ پر - حدیث نمبر ۱۱ ہے

"من کنت مولاہ فعلی مولاہ"

جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔

**کتاب نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار** مؤلفہ مومن بن حسن شبلنجی۔ تالیف

۱۲۹۰ھ) (عربی) صفحہ ۹۵ پر امام ابو اسحاق ثعلبیؒ کی تفسیر کے حوالے سے آیت "سال سائل بعذاب واقع" اور حارث بن نعمان فہری کا واقعہ درج ہے کہ "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما کان بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا فاخذ بید علی رضی اللہ عنہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔۔۔ الخ

غدیر خم میں لوگوں کو سرکار نے جمع کیا۔ علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی مولا ہے۔

**لغات الحدیث** مولوی وحید الزماں (اہلحدیث) تالیف ۱۳۲۴ھ۔ کتاب "و" ص ۱۰۸۔ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ"

جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی بھی مولیٰ ہیں۔

"اصبحت مولیٰ کل مومن و مومنۃ (حضرت امیر المومنین عمرؓ نے حضرت علیؓ سے کہا) تم تو ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کے مولیٰ بن گئے۔ حضرت عمرؓ نے علیؓ کو مبارکباد دی جب آنحضرت نے یہ حدیث فرمائی۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ"

**کتاب مثنوی مولا علی** از جناب فضل حق صاحب مدظلہ، ناشر فیروز سنز۔ تالیف محرم الحرام ۱۴۰۴ھ ص ۹۹ سے اقتباس عنوان ہے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

ہیں جمالِ دلنشیں مولا علے
مرے مولیٰ بالیقیں مولا علے

خاک خم سے اب بھی آتی ہے صدا
ہیں امیر المتقیں مولا علے

صاف ہے مفہوم فرمان نبی
مصطفےٰ کے بعد ہیں مولا علے

ہے امامت سے امارت کا قیام
اور امام الاولین مولا علے

**کتاب مشکل کشا** ۔ مولفہ جناب صائم چشتی صاحب مدظلہ العالی مطبوعہ ۱۴۰۶ھ۔

جلد دوم ص ۱۰۴ پر ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے لیے ارشاد فرمایا ہے۔

جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے"

**حافظ صوفی رحمت** عصر حاضر کے ایک صوفی بزرگ میرے کرم فرما اکثر غریب خانے کو تشریف آوری سے شرف بخشا کرتے۔ عرصہ سے رابطہ نہیں۔ خدا کرے کہ زندہ سلامت و خوش ہوں میرے یہاں محفل میں انھوں نے ایک مرتبہ جو کلام پیش کیا اس کا ٹیپ کبھی کبھی سُنکر یاد تازہ کر لیتا ہوں۔ اللہ نے کیا لحن عطا کیا تھا۔ ان کا شعر ملاحظہ ہو

مولیٰ علی بھی اس کے ہیں مولیٰ ہوں جس کا میں
بلغ کی روشنی میں سخن یہ نبیؐ کا ہے

اس کے بعد آپ نے آیت یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک —— الخ پیش کیا۔ آیۃ بلغ ما انزل —— کا ذکر آہی گیا تو ایک دلیل سُننے جائیے خصوصاً جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے سے واقف نہیں ہیں۔ (اب اور کیا کہوں) ان کی تسلی کے لئے عرض ہے کہ وہ کونسا حکم باقی رہ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا۔ یا ایہا الرسول۔ بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اگر اس کو نہ پہونچایا تو گویا کارِ رسالت ہی انجام نہ دیا۔ اور اس کے بعد غدیر خم میں سرکارؐ نے علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا۔ یہ آخر بات کیا ہے۔ اب تو رسولؐ کا آخری وقت تھا۔ تمام احکام پہونچا چکے تھے۔ یہ علیؑ کی ولایت میں کیا خاص بات تھی کہ گویا کارِ رسالت ہی انجام نہیں دیا۔ مجھ حقیر کی سمجھ میں ایک بات آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام میں جتنے احکام ہیں سب کا دارومدار وعدے پر ہے۔ نماز پڑھو جنت ملے گی گناہ نہ کرو۔ کفر اختیار نہ کرو ورنہ جہنم۔ قدم قدم پر آپ کو یہی ملے گا۔

یہ کروگے تو جنّت یہ کروگے تو جہنّم۔ اب کسی نے جنّت جہنّم دیکھا تو ہے نہیں صرف رسول کو سچّا جانا اُن کی بات کا اعتبار کیا۔ ٹھیک ہے۔ ایمان لے آئے۔ دعوۃ ذوالعشیرہ کے موقعہ پر بھی سرکارؐ نے ایک وعدہ کیا تھا جو کوئی میرا ہاتھ بٹائے گا۔ ساتھ دے گا۔ وہ میرا بھائی دنیا و آخرت میں ہوگا۔ وہ میرا وزیر ہوگا۔ میرا وصی ہوگا میرا خلیفہ ہوگا۔ تفصیل ہر تاریخ میں انشاء اللہ مل جائیگی۔ مثلاً ابوالفداء میں ہے اُس وقت حضرت علی نے کھڑے ہو کر کہا میں یا رسول اللہؐ آپ کا ہاتھ بٹاؤں گا۔ ساتھ دونگا۔ انھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ بستر رسول پر سو کر۔ بدر میں جنگ کر کے خیبر کا در اُکھاڑ کے۔ خندق میں عمر بن عبدود کو مار کے۔ تو اب رسول اللہؐ کو بھی اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے تھا۔ اگر چہ اس امر کا اعلان وقتاً فوقتاً کر دیا تھا۔ لیکن بھرے مجمع میں بھی ضروری تھا۔ چنانچہ ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو غدیر میں جمع کر کے علیؑ کو ہاتھوں پر بلند کر کے اعلان کر دیا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور تاکید کر دی کہ حاضر غائب کو مطلع کر دیں اگر ایسا نہ کرتے تو اعتراض ہو سکتا تھا کہ جناب رسول اللہؐ نے ذوالعشیرہ میں وعدہ کیا تھا اسے وہ دنیا ہی میں پورا کر سکے تھے جب اس وعدے کو پورا نہ کیا جو ان کے اختیار میں تھا۔ تو جنّت جہنّم کے وعدوں کا کیا اعتبار۔ خدارا تعصب سے نہیں انصاف سے بتایئے اس اعتراض کا کوئی جواب تھا۔ اسلام کہاں رہ جاتا۔ یہ تھی وجہ اہمیت اور شاید اسی لئے اللہ نے کہا کہ اگر یہ نہ کیا تو گویا کار رسالت ہی انجام نہ دیا۔

اب تک ہم نے تمام حوالے اہلسنّت حضرات کی کتب سے پیش کئے ہیں۔

## حضرت حسان بن ثابت

شاعر دربار نبوی نے غدیر کے موقعہ اور حدیث غدیر کے بارے میں جو اشعار نظم کئے ہیں ان میں سے چند تبرکاً پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

ملاحظہ ہو کتاب تذکرۃ خواص الامۃ اردو ص ۵۹ ۔ عربی صفحہ ۳۳۔

یناديهم يوم الغدير نبيهم — بخم فاسمع بالرسول مناديا
وقال فمن مولاكم ووليكم — فقالوا ولم يبدوا هناك التعاميا
الهك مولانا وانت ولينا — وما لك منا في الولاية عاصيا
فقال له قم يا علي فانني — رضيتك من بعدي اماماً وهاديا
فمن كنت مولاه فهذا وليه — فكونوا له انصار صدق مواليا
هناك دعا اللهم وال وليه — وكن للذي عادا علياً معاديا

یوم غدیر کے موقعہ پر مسلمانوں کے رسولؐ انھیں پکار رہے تھے۔ اور میں رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کی پکار کو سن رہا تھا۔

حضورؐ نے فرمایا پس تمہارا ولی اور مولیٰ کون ہے انھوں نے اقرار کیا اور وہاں کسی نے جہالت کا اظہار نہیں کیا۔ آپ کا اللہ ہمارا مولیٰ ہے۔ اور آپؐ ہمارے ولی ہیں۔ اور اس ولایت میں ہم سے کوئی بھی آپؐ کی نافرمانی کرنیوالا نہیں ہے۔

پس آپؐ نے علیؑ سے کہا کھڑے ہو جاؤ۔ پس بے شک میں اپنے بعد تمھیں امام اور ہادی انتخاب کرتا ہوں۔ پس جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا یہ ولی ہے پس اس کے سچے مددگار اور موالی بن جاؤ۔ وہاں آپؐ نے دعا کی خدایا دوست رکھ اس کو جو اس کا دوست ہو اور دشمن ہو جا اس کا جو علیؑ کے ساتھ دشمنی کرے۔

اور جناب **قیس بن سعد بن عبادہ الانصاری** نے بھی اس موقعہ کی مناسبت سے کچھ شعر کہے جو انھوں نے جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے سامنے پڑھے۔ ملاحظہ ہو تذکرہ خواص الامۃ اردو ص ۶۰ عربی ۳۳۔

قلت: لما بغى العدو علينا — حسبنا ربنا ونعم الوكيل
وعلي امامنا وامام — لسوانا به أتى التنزيل
يوم قال النبي من كنت مولاه — فهذا مولاه خطب جليل
وان ما قاله النبي على الامة — حتم ما فيه قال وقيل

ترجمہ:۔ میں نے کہا جبکہ دشمن نے ہمارے خلاف بغاوت کی کہ ہمارا رب ہمارے لئے کافی اور بہترین وکیل ہے۔

علیؑ ہمارے اور ہمارے علاوہ سب کے امام ہیں۔ اس بارے میں قرآن نازل ہوا ہے۔

جس دن نبی کریمؐ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں پس اس کا یہ علی بھی مولا ہے۔

اور یہ بہت عظیم واقعہ ہے۔

جو بات نبیؐ نے کہدی وہ اُمت پر حتمی اور لازمی ہے اس میں کسی قیل وقال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرۂ خواص الامتہ میں مشہور شاعر کمیت کا کلام بھی اسی صفحے پر نقل کیا ہے جسے ہم اختصار کے پیش نظر چھوڑتے ہیں۔

**معنی مولیٰ** لفظ مولیٰ عربی میں مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ دس معنی تو نظر قاصر سے ہی گزرے ہیں۔

مولیٰ بمعنی (۱) مالک۔ (۲) آزاد کرنے والا آقا۔ (۳) آزاد ہونیوالا غلام۔ (۴) مددگار۔ (۵) چچا کا بیٹا۔ جیسا کہ قرآن سورۂ مریم آیت نمبر ۵ میں ہے کہ پیغمبرؑ نے دعا کی کہ بارالہا مجھے ایک بیٹا دے جو میرا ولی وارث ہو کیونکہ انی خیفت الموالی میں اپنے چچا کے بیٹوں سے ڈرتا ہوں ۔۔۔ (معلوم ہوا انبیاء کا وارث بھی ہوتا ہے یہ علمی وراثت نہیں ہے علم کوئی چھینی جانے ۔ چرائے جانے والی شئے تو نہیں جو پیغمبرؐ کے لئے خوف و فکر کا باعث ہو)۔ ۶۔ حلیف۔ (ہم قسم) ۷۔ ضامن۔ ۸۔ پڑوسی۔ ۹۔ سردار جس کی اطاعت کی جائے۔ (۱۰) اولی بالتصرف۔

ناصبی صاحبان حدیث غدیر کے تواتر۔ اور کثرت۔ شہرت کی وجہ سے اس حدیث سے انکار تو نہ کر سکے البتہ معنی میں اختلاف پیدا کرنے لگے۔

کسی نے کہا مولیٰ کے معنی غلام بھی ہوتے ہیں۔ مددگار بھی ہوتے ہیں۔ کسی نے مددگار دوست معنی لیا۔ اس اختلاف کی بحث کو مختصر کرتے ہوئے ہم علی حسن جالشی کا فیصلہ پیش کرتے ہیں مولانا علی حسن جالشی نے خوب فیصلہ کیا۔ فرماتے ہیں۔

عبث در معنی من کنت مولیٰ امی روی ہر سو ؎ علی مولیٰ باں معنی کہ پیغمبرؐ بود مولیٰ

یعنی علی اسی معنی میں مولا ہیں جس معنی میں پیغمبر مولا ہیں۔ یہ تو ٹھیک ہے علی بھی اسی معنی میں مولا ہیں جس معنی میں پیغمبرؐ مولا ہیں۔ تو اب عظمتِ پیغمبرؐ کو دیکھئے ماحول کو دیکھئے پوری گفتگو یہ۔ اہتمام پر نظر کیجئے۔ تو وہی معنی مناسب معلوم ہوں گے جو جناب سبطِ ابن جوزی نے لئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس موقعے کی لحاظ سے کوئی معنی بھی مناسبت نہیں رکھتا سوائے۔ آخری معنی یعنی اولیٰ بالتصرف کے۔ پس پیغمبرؐ جس طرح ہر مومن پر اولیٰ بالتصرف ہیں اسی طرح علی بھی ہر مومن پر اولیٰ بالتصرف ہیں۔

## عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہ

میرے ایک قابلِ احترام نوجوان نے اتنا کچھ سننے کے بعد کہا کہ جناب یہ تو ٹھیک ہے آپ نے نصِ قرآن و حدیث ثابت کر دیا کہ حضرت علیؑ وہی ہیں۔ مومنین کے مولا (حاکم) اسی طرح ہیں جس طرح جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن یہ کہ علیؑ ولی اللہ بھی ہیں یہ کہاں سے ثابت ہے۔

میں نے کہا اس پر بھی کئی نصوص ہیں مگر دست صرف ایک ہی مشہور اور متفق علیہ نص پیشِ خدمت ہے کتاب مودۃ القربیٰ۔ شیخ علی ہمدانی شافعی، مترجم چھپی مودۃ میں پہلی ہی حدیث ہے۔ ص ۵۹۔

" عن جابر (رضی اللہ عنہ)

قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رأیت علی باب الجنۃ مکتوبًا لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ اخو رسول اللّٰہ "

مشہور صحابیِ رسول جناب جابر رضی اللہ انصاری سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ یعنی خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور علیؑ خدا کے ولی ہیں اور رسولِ خدا کے بھائی ہیں۔

علیؑ ولی اللہ کی حدیث آپ کو ریاض النضرہ باب چہارم میں۔ ارجح المطالب وغیرہ میں بھی مل جائیگی۔ اس کے ایک راوی خود حضرت علیؑ بھی ہیں۔

حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری کے متعلق اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ ان کی میت چودہ سو (۱۴۰۰) سال کے بعد بھی اس قابل تھی کہ قبر سے منتقل ہوئی ہے۔

قبر سے منتقلی کے وقت کا فوٹو میں دو مرتبہ پیش کرنیکی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔

# وصی رسول اللہ

ہمارے ایک نامانوس جوان نے کہا کہ چلئے علی ولی اللہ کی بات تو ہو گئی۔ یہ وصی رسول اللہ کیوں کہتے ہیں۔ اس کے لئے بھی کوئی نص ہے؟ تو جاننا چاہیئے کہ حضرت علیؑ کا ایک لقب وصی بھی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنا وصی قرار دیا ہے۔ یہ کوئی نئی یا محض شیعی عقیدہ نہیں ہے صاحب ارجح المطالب نے الوصی کے ذیلی عنوان کے تحت چودہ احادیث پیش کی ہیں۔ ہم ان میں سے صرف ایک پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

عن انس بن مالك قال حدثني سلمانؓ انه سمع رسول اللهؐ صلى الله عليه وسلم يقول اخي ووزيري ووصيي وخير من اخلف بعدي علي ابن ابي طالبؑ (اخرجه ابن مردويه) ارجح المطالب

یعنی جناب انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی اور میرے پیچھے رہنے والوں میں سب سے افضل علی ابن ابی طالبؑ ہے۔ تخریج کی اس کی ابن مردویہ نے۔

یعنی جناب امیر علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی۔ وزیر اور وصی ہیں۔ تاریخ ابو الفدا میں دعوت ذوی العشیرہ کے موقعہ پر بھی سرکار کا یہ ارشاد گرامی مل جائیگا۔ یہاں پر حضورؐ نے حضرت کو سب سے افضل بھی قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں امام اہلسنت حضرت عیسیٰ شاہ کا رسالہ "مسئلہ تفضیل امیر المومنین" کو میں اب سے چند سال قبل پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔ یہ بھی کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے جو چاہے اس رسالہ کو ملاحظہ کر کے اپنی تسلی کر لے۔

حدیث رسولؐ کے بعد۔ ایک بدری صحابی جناب ابو الہیثم کا ایک شعر بھی سنتے چلئے۔ جسے ہم کتاب "اسلام پر کیا گذری" ص ۱۱۲ سے نقل کر رہے ہیں انھوں نے

اس شعر کو کتاب فجر الاسلام احمد امینی کے حوالے سے پیش کیا ہے۔

لنا ستعاس نبینا ودستاہ۔
بفدینا الروح والابصار
ان الوصی امامنا وولینا
برح الخفار وباحت الاسرار

ہم اپنے نبیؐ کے اسرار ابرار تھے۔ ان پر ہماری جانیں اور ہماری آنکھیں ان پر قربان ہیں۔
بے شک (ان کے) وصی ہمارے ولی اور امام
بات چھپی نہ رہی اور راز کھل گیا۔

اسی حوالے سے ایک اور شعر سنئے۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ جمل میں ایک نوجوان حضرت علیؑ کے مخالف لشکر سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا۔

نحن بنی ضبہ واعداء علیؑ
ذالک یعرف قدما بالوصی

ہم ضبہ کی اولاد ہیں اور علیؑ کے دشمن ہیں۔ وہی علی جو قدیم زمانے سے وصی کے لقب سے مشہور ہیں۔

اب آپ اسی سے اندازہ لگالیں کہ حضرت کا یہ لقب کتنا مشہور تھا کہ دشمن رجز تک میں کہا کرتے تھے۔ حدیث رسولؐ۔ بدری صحابی کا شعر اور دشمن علیؑ کے رجز کا شعر ملاحظہ فرمایا۔ اب جناب امام شافعیؒ کا کلام ملاحظہ ہو۔

قالوا ترفضت قلنا کلا — ما الرفض دینی والاعتقادی
لکن تولیت غیر شک — خیر امام وخیر ھادی
ان کان حب الوصی رفضا
فانی ارفض العباد

(نور الابصار فی مناقب آل النبی المختار مومن بن حسن شبلنجی۔ عربی ص ۱۳۹)

ترجمہ:- لوگ کہتے ہیں کہ میں رافضی ہو گیا ہوں حالانکہ میرے دین و اعتقاد کو رافضیت سے کوئی لگاؤ نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ میں سب سے اچھے امام اور بہترین ہادی سے تولا کرتا ہوں۔ (اب) اگر وصی رسول اللہ سے محبت رفض ہے تو پھر (یہ سمجھ لو) میں تمام بندوں میں (دنیا کا سب سے) بڑا رافضی ہوں۔

maablib.com

حضرت نیاز بریلوی رحمت اللہ علیہ متوفی ۱۸۳۴ء کا بھی ایک شعر تبرکاً پیشِ خدمت ہے۔ ؎

ولیٔ حق وصیٔ مصطفےٰ دریائے فیضانے
امامِ دوجہانے قبلۂ دینے و ایمانے

(حضرت علیؑ) اللہ کے ولی۔ محمد مصطفےٰؐ کے وصی اور فیض کے دریا ہیں۔ آپ دونوں جہان کے امام اور دین و ایمان کا قبلہ ہیں۔

(کتاب مناقب اہل بیتؑ طبع حیدرآباد دکن ص ۱۴۷)

## ایک تاریخی واقعہ کرامت
## عیسائی راہب کا مسلمان ہونا

حضرت علیؑ وصی رسول ہیں۔ اس ضمن میں ایک تاریخی واقعہ پیش کیا جارہا ہے۔ جسے جناب ملا جامی متوفی ۸۹۸ھ نے کتاب شواہد النبوۃ ص ۲۸۶۔ ۲۸۷ - ۲۸۸ پر نقل کیا ہے۔ مختصراً یہ ہے کہ جب اسلامی لشکر پانی کے لئے صفین میں بے چین ہوا۔ قریب ہی ایک کلیسا تھا (عیسائیوں کی عبادت گاہ) وہاں ایک راہب رہتا تھا کچھ لوگ اس کے پاس گئے اور پانی کے متعلق دریافت کیا اس نے کہا دو فرسنگ کے فاصلے پر ہے۔ حضرت کو اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا اس کی کیا حاجت ہے۔ پھر آپ نے ایک جگہ کی نشاندہی کی یہاں کھودو۔ پانی نکلے گا۔ راہب دور سے دیکھتا رہا۔ گڑھے کے اندر ایک پتھر نکلا۔ جسے ہر طرح سے توڑنے کی، اکھاڑنے کی کوشش کی گئی کچھ اثر نہ ہوا۔ تب جناب امیرؑ تشریف لے گئے۔ دست ید اللہی سے اس پتھر کو اکھاڑ پھینکا پانی نکلا۔ سب سیراب ہوئے۔ راہب یہ دیکھ کر نیچے اترا۔ اور پوچھا" کیا آپ پیغمبر ہیں فرمایا نہیں

آپ ملک مقرب ہیں۔

نہیں۔

پھر آپ کون ہیں۔ فرمایا میں وصی پیغمبرؐ مرسل جناب محمد بن عبداللہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوں۔

راہب کہنے لگا۔ ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں

جناب امیر نے ہاتھ بڑھایا تو راہب کہنے لگا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّكَ عَلِیٌّ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰه۔

بعد ازاں جناب امیر نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم مدت سے اپنے دین پر کاربند تھے اب تم ایمان لے آئے ہو اس نے کہا۔ اس کلیسا کی بنیاد اس پتھر ہٹانے والے کے لئے تھی۔ مجھ سے پہلے کئی راہب یہاں رہتے تھے کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے اور علماء سے سنا ہے کہ اس جگہ پر چشمہ اور اس پر ایک نادیدہ پتھر ہے جسے کسی پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی اکھاڑ نہ سکے گا۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اکھاڑ پھینکا ہے میری مراد پوری ہوئی" میرے خیال میں اب کوئی تشنگی باقی نہ رہنا چاہیئے اس لئے اس گفتگو کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

خرقہ ولایت و خلیفۃ بلافصل کا جواز سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج ہوئی۔ حضور براق۔ رف رف پر سوار تشریف لے گئے۔ اللہ نے کہا پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو۔ آج جبکہ انسان چاند پر پہنچ چکا وہاں کی مٹی بھی لے آیا۔ لیکن اپنے سوا کسی کو موحد نہ سمجھنے والے آج بھی اس معجزہ سے انکار کرتے ہیں۔ بڑی احتیاط برتی تو کہا کہ جی روحانی معراج ہوئی تھی۔ کیا خدا لے جانے پر قادر نہ تھا۔ وہ تو خود فرماتا ہے پاک ہے وہ ذات جو لے گئی۔ رہی بات روحانی معراج کی تو وہاں آیت (سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ۔ ۔ ۔ ۔ پندرہ پارہ پہلی آیت)۔ وہاں پر لفظ عبد ہے عبد کا اطلاق صرف روح پر نہیں ہوتا۔ روح و جسم کے مجموعے مجسم انسان پر ہی عبد کا اطلاق ہوتا ہے۔

بہر حال سرکار کو وہاں بارگاہِ خداوندی سے ایک خرقہ مبارک عطا ہوا۔ اس خرقے کو سرکار ساتھ لائے۔ اکثر کتابوں میں تفصیلات درج ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم صرف عصر حاضر کے صرف دو حوالے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ کتاب مشکل کشاء مصنفہ جناب صائم چشتی مدظلہ، ج۔ ا ص ۲۹۲۔ کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

"بابا فرید الدین شکر گنج قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کی شب خرقہ عطا ہوا۔

آپؐ نے ایک دفعہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا کر فرمایا مجھے پروردگار نے خرقہ عطا فرمایا ہے۔ اور حکم ہے کہ تم میں سے کسی ایک کو دوں۔ اب میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں جس کا جواب درست ہوگا اسے خرقہ عطا کر دیا جائیگا۔

چنانچہ آپؐ نے ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے الگ الگ پوچھا کہ اگر تمہیں خرقہ دیا جائے تو تم کیا کرو گے؟ لیکن کسی نے وہ جواب نہ دیا جو خرقے کے حصول کا باعث بنتا۔ پھر آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے پوچھا۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میں پردہ پوشی کروں گا۔ اور بندگانِ خدا کے عیب پوشیدہ رکھوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اے علی کرم اللہ وجہٗ یہ خرقہ میں تجھے دیتا ہوں کیونکہ پروردگار کا یہی حکم تھا کہ یاروں میں سے جو شخص یہ جواب دیگا یہ خرقہ اسی کو دینا۔

حوالہ نمبر ۲۔ ملاحظہ ہو کتاب مثنوی مولائی علی تصنیف جناب فضل حق صاحب جن کے مضامین بکثرت اخبارات وغیرہ میں آتے رہتے ہیں۔ کتاب اردو میں ہے۔ اس کے صفحہ ۱۳۔ ۱۴ پر درج ہے۔

"معراج فقر کی بات چلی ہے تو ایک واقعہ اور گفتنی ہے ہمارے تمام مکاتیب فکر کے اہل قلم نے یہ واقعہ کم و بیش یونہی رپورٹ کیا ہے۔ شب معراج سید لولاک نے اپنے چاروں قریبی اصحاب کو بلا کر کہا کہ معراج کی رات مجھے خرقہ فقر عطا ہوا ہے۔ میں آپ میں سے کسی ایک کو یہ خرقہ ودیعت کرنا چاہتا ہوں۔ پھر حضور اقدسؐ نے ہر صحابی سے فرداً فرداً پوچھا کہ اگر خرقہ ان کو دیا جائے تو وہ اس کا حق کیسے ادا کریں گے۔ کسی نے ملت سے

انصاف کا ذکر کیا۔ کسی نے اسلام کی اشاعت کی بات
کی۔ کسی نے خیرات کثیر کا عزم دُہرایا۔ بات چیت امیرالمومنین
حضرت علی پر پہونچی تو انھوں نے کہا "اگر میں یہ خرقہ
پاؤں گا تو مخلوق خدا کی عیب پوشی کروں گا"
رحمت للعالمینؐ نے فرمایا "بے شک اس خرقے
کے مستحق تم ہی ہو"۔

ولایت علی علیہ السلام کے بلا فصل ہونے کا یہ بھی ایک بیّن ثبوت ہے۔
پس اگر کوئی ان کو ولی بلا فصل کہتا ہے تو بُرا ماننے کی بات نہیں ہے۔
جس کو خلیفہ بلا فصل کی بحث سُنی عقیدہ سے دیکھنا ہو وہ جناب
صائم چشتی مدظلہ، کی کتاب "مشکل کشا" ملاحظہ کرلے۔ انھوں نے بڑی مفصل
بحث کی ہے۔ عنوان ہے علیؑ خلیفہ بلا فصل ص ۲۷۱۔

## فارسی زبان میں مولیٰ کا کلام

اس موضوع پر ہم کتاب کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن موضوع
سے پہلے چند تمہیدی جملے۔ ان لوگوں سے معذرت کے
ساتھ جو کرامات اولیاء اور معجزۂ انبیاء کو نہیں مانتے۔ حالانکہ بیشمار تاریخی شواہد ان
امور پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً طبقات ابن سعد حصّہ چہارم ص ٦٢ پر ہے۔

"اہلِ روم (حضرت ابو ایوب انصاریؓ) کی قبر کی حفاظت اور مرمّت کرتے جب
قحط پڑتا تو اس کے توسل سے استسقاء کرتے تھے"۔ اس کی ذرا سی وضاحت کردوں۔
ہوا یہ کہ امیر معاویہ نے ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں بلاد روم کی طرف لشکر روانہ کیا اس پر
سفیان بن عوف ازدی امیر تھے۔ جناب معاویہ نے چاہا کہ یزید بھی اس لشکر کے ساتھ جائے
لیکن وہ پہلو تہی کر گیا۔ تاریخ ابن خلدون ج۔ ۲۔ ص ۳٦ پر ہے "معاویہ نے اس
(یزید) کی روانگی ملتوی کردی۔ اتفاق سے مجاہدین کو اس لڑائی میں اکثر مصائب
کا سامنا کرنا پڑا غلّے کی کمی اور مرض کی زیادتی سے بہت سے لوگ مر گئے" یزید کو
ان کی اطلاع ہوئی تو وہ بیساختہ اشعار پڑھنے لگا۔ مجھ کو اس کی پرواہ نہیں
کہ ان کے لشکر کو فرقدونہ میں سختی اور بدکلامی کا سامنا ہوا۔ جبکہ میں نے

بلند ہو کر رنگ برنگ کے قالینوں پر تکیہ لگایا دیر مران میں۔ اور امّ کلثوم (اس کی بیوی) میرے پاس ہے۔ معاویہ کو جب ان اشعار کا علم ہوا تو یزید کے بھیجنے کی قسم کھائی چنانچہ یزید کو ایک جماعتِ کثیرہ کے ساتھ ..... روانہ کیا۔ جنگ جاری تھی مسلمان قسطنطنیہ تک پہنچے۔ اسی دوران حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ کا انتقال ہو گیا۔ ان کو بڑے تزک و احتشام و احترام کے ساتھ دفن کیا گیا۔ رات کو یزید نے قبر برابر کرادی۔ نشانِ قبر بھی مٹا دیا۔ (التہذیب والتہذیب) شاید اس لئے کہ مزاج یزید۔ میزبان رسولؐ کے احترام کو برداشت نہ کر سکا۔ لیکن قبر آج بھی موجود اور مرجع الخلائق ہے۔ اب ذکر آ ہی گیا تو ایک چیز اور سن لیجیے۔ آج یزیدی گلا پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے ہیں کہ اس لشکر کا سردار یزید تھا۔ ممکن ہے کوئی سوچے کہاں حضرت ابو ایوب انصاری اور کہاں یزید کی سرداری؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ سردارِ لشکر حضرت سفیان بن عوف رضؓ تھے۔ مجھے تو کہیں نظر نہیں آیا کہ حضرت سفیان بن عوف کو سرداری سے معزول کیا گیا ہو۔ اس کے باوجود اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ مان بھی لیا جائے کہ ویسا ہی تھا جیسا کہ ناصبی حضرات شور مچا رہے ہیں تو بھی کوئی بات نہیں بنتی۔ آخر حضرات ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ بھی تو زمانۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عمر عاص کی ماتحتی میں جنگ کر چکے ہیں۔ اب عمر عاص کی امامت میں حضرات ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ نمازیں پڑھ چکے ہیں تو کیا عمر عاص حضرات ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ سے افضل تھے۔ تو پھر ان حضرات کو ہی عمر عاص سے بیعت کر کے ان کو ہی خلیفہ تسلیم کر لینا چاہیئے تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بات کہاں سے کہاں پہنچی تو میں یہ عرض کر رہا تھا حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ کی قبر کے توسل سے اہلِ روم قحط میں دعا مانگا کرتے ان کی دعا پوری بھی ہوتی تھی ورنہ وہ ایسا کرتے ہی کیوں رہتے۔ بالکل اسی طرح اگر حضرت علی علیہ السلام کے دفن کے بعد ان سے کچھ کرامات ظاہر ہوں تو کوئی محلِ تعجب نہیں ہے۔

متذکرہ عنوان کے تحت جناب آغا مہدی صاحب اعلی اللہ مقامہٗ کی کتاب العلی کے حوالے سے صرف دو چیزیں پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) ہفت بند کاشی مشہور ہیں۔ ملّا کاشی رح علامہ حلّی علیہ الرحمۃ کے ہم عصر

ہیں۔ ساتویں بند کا پانچواں مصرع "زائران روضات را بر در خلد بریں" جوش میں کہہ چکے چھٹا مصرع ذہن میں نہ آیا۔ آخر ان کو خواب میں حضرت علیؑ نے بشارت دی اور چھٹا مصرع عطا کیا۔ ع "میدہند آواز طبتم فادخلوہا خالدین"

آغا مہدی صاحب اپنی تحقیق کے آخر میں لکھتے ہیں "کوئی وجہ نہیں کہ سیرت نگار اس مصرع کو کلام مولیٰ قرار نہ دیں۔"

(۲) ایران کا ایک فرمانروا نجف اشرف میں حاضر ہوا۔ روضہ پر جب تخلیہ ہو گیا بادشاہ نے جناب امیر کی شان میں یہ مصرع کہا ع بذرہ گر نگہ لطف بوتراب کند یعنی ذرہ پر اگر بوتراب کی لطف نگہ ہو جائے۔ بہت غور کیا دوسرا مصرع ذہن میں نہ آیا۔ واپس ایران چلا گیا۔ مدت گزر گئی دوسرا مصرع پھر بھی نہ کہہ سکا۔ ایک روز ایک نادار طالب علم نے روضہ جناب امیرؑ پر تحت قبہ اپنی ناداری کا شکوہ کیا۔ خواب میں حکم ہوا کہ ایران چلا جا اور بادشاہ کے سامنے یہ بیت پڑھ دے۔

بذرہ گر نگہ لطف بوتراب کند
بچرخ می رود و کارِ آفتاب کند

چنانچہ وہ ایران گیا باریابی حاصل کی بادشاہ کے روبرو وہ بیت پڑھی۔ سلطان کو حیرت ہوئی کہ اس کے ذہن کی ناکامی کا کسی کو علم نہ تھا۔ پوچھا بیت کس کی ہے۔ طالب علم نے پورا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ مصرع مولیٰ علیؑ کا عطا کردہ ہے۔ آخیر میں میری یہی غرض ہے کہ مولیٰ اب تو بڑھاپا آ گیا۔ حق مودۃ کچھ بھی تو ادا نہ کر سکا۔ اب آپ اس حقیر سعی کو قبول ہی فرمالیں کہ کچھ تو میری بخشش کا سہارا ہو جائے۔

کتاب ختم ہو گئی لیکن ایک چیز اور ذہن میں آ گئی سنتے ہی چلیے۔

منقبت اہلبیتؑ کیوں؟ اس کا جواب مشہور شاعر فرزدق کی زبان سے۔ واقعہ مشہور ہے جب ہشام بن عبدالملک باوجود با اقتدار ہونے کے ہجوم کی وجہ سے حجر اسود کو بوسہ نہ دے سکا اسی اثنا میں اس نے دیکھا کہ امام زین العابدینؑ تشریف لائے مجمع خود بخود چھٹ گیا۔ ہشام نے تذلیل کی غرض سے کہا یہ کون ہے جس کا اتنا احترام میں تو نہیں پہچانتا۔ فرزدق پاس ہی تھے۔ انہوں نے اسی وقت امام کی شان میں قصیدہ کہا۔ ہشام برداشت نہ کر سکا اس نے فرزدق کو قید کرا دیا امامؑ نے فرزدق کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اس نے رقم واپس کر دی کہا میں نے جو کچھ کہا تھا وہ خدا کیلئے نصرت حق کے لئے اور ذریت رسولؐ کا جو حق ہے اسے ادا کرنے کے لئے کہا تھا۔

(کتاب امام زید محمد ابو زہرہ)

تمہید الاسلام سید

# منزلوں کے محافظ

خداوندِ ہفت آسماں،
رُوح کے سرد غاروں میں گلگشت کرتی ہے اُس سُرخ مٹی کی شوریدہ سر داستاں
جو ازل سے فرات؛ ور دجلہ کی پیاسی زمین پر
سینۂ خونچکاں گُل زمینوں پر بکھری،
معطر معطر یونہی خیمۂ جاں پر صدیوں کی تاریخ دُہرا رہی ہے۔

○

خداوندِ ہفت آسماں،
دائرہ دائرہ دستِ سفاک نے آدمیت کے رشتوں،
کو پامال پھولوں کی صورت،
ٹھٹھرتی ہوئی کربلا کی رُتوں میں اتارا؛
سرِ شاخ پھولوں کی رنگیں قباؤں کو نوچا
سَروں پر چمکتی سنہری رداؤں کو نوچا

○

وہ معصوم بے عکس چہرے پگھلتے ہوئے زرد سورج کی رتھ پر
ٹھٹھرتے ہوئے ظلم کی آگ میں مرگِ انسانیت کے مکیں تھیں
کفن پوش لمحے کہ غرقِ سمندر ہوئے ناگہاں شب کدوں میں
ہوا شاخساروں پہ گریہ کناں ہے
منڈیروں کے روشن دیئے ٹمٹمائے

اندھیروں کی پاتال میں بے اماں ہے
گلابوں کی خوشبو کی خواہش میں صبحوں کی ٹھنڈک سے محروم
بے رنگ موسم کے خوش پوش دستے
چمکتے ہوئے تیز نیزوں کی بارش کی زد میں
کفن پوش صدیوں کے تابوت میں اونگھتے ہیں

○

گلوں کے وہ مسکن نہ چرخِ کبود
نہ جاہ و حشم اور نہ نقشِ نمود
فلک سوچ کی دھول میں جبل کے گم صم
زماں و مکاں کی حدوں سے گریزاں گریزاں
کہیں خواب زاروں میں کھلا رہا ہے

○

خداوند ہفت آسماں
مگر منزلوں کے محافظ
حسینؑ و حسنؑ کی کنارِ افق سے افق تک
فقیہانِ شہرِ وفا کے دلوں میں شعاعوں کے روشن ہیں پرتو

وہ ہیبت وہ للکار دشت و جبل کی
ضمانت ہے انسانیت کے عمل کی

## غلام سیدین رضوی تاباں جارچوی

# منقبت

جو لوگ رخ بدلتے تھے اپنا ہوا کے ساتھ
مخلص وہ کیسے رہتے شہ لافتی کے ساتھ

گلشن میں گل کے ساتھ ہیں جس طرح خار بھی
تھے بے وفا بھی بزم میں اہل وفا کے ساتھ

اب تک ہوا کسی کو نہ ہوگا کبھی نصیب
جو ربط ہے علیؑ کو شہ انبیا کے ساتھ

وہ غاصبوں سے چھین بھی سکتے تھے اپنا حق
آقا نباہ کرتے رہے اشقیا کے ساتھ

اپنی بلا سے ان کی ہی عقبیٰ ہوئی خراب
جن کے دلوں میں بغض رہا مرتضیٰ کے ساتھ

ذاکر تھا پہلے اب ہوں میں مداح اہل بیت
مربوط انتہا ہے مری ابتدا کے ساتھ

دنیا کی کیا بساط ہے اسکی نگاہ میں
نسبت جسے ذرا بھی ہے شیر خدا کے ساتھ

اہل غرض نے بعد وصال رسولؐ پاک
تاباںؔ عجب سلوک کیا فاطمہؑ کے ساتھ

## رفیق رضوی ایم اے، ایل ایل بی

اتنی بہار بزم کو اتنی بہار دے
رضوانِ خلد جوششِ خطا پہ وار دے

ذکرِ علیؑ میں عمرِ دو روزہ گزار دے
توفیق اس عمل کی جو پروردگار دے

میں اور ترکِ منقبتِ شیرِ کردگار
"یہ نشہ وہ نہیں جسے دُنیا اُتار دے"

ہو یا علیؑ وہ لطفِ تکلم عطا کہ جو
مجھ ایسے کج سخن کو سخنور قرار دے

لڑتا ہے مجھ غریب سے طوفانِ فکر
یا بوتراب تیغِ تخیل کو دھار دے

میں کُل کا کُل وہ قالبِ مدحت میں ڈھال دوں
جتنا بھی خون جسم کو پروردگار دے

اُس کی نظر میں مرحب و عنتر کا کیا مقام
بچہ جو کھیل کھیل میں اژدر کو مار دے

ساقی کی سمت رُخ تو نہ کر گردشِ فلک
سرمست ہے کہیں نہ علیؑ کو پکار دے

---

### قطعہ

ابھی تو صرف زمانہ پھرا ہے سوئے حسینؑ
رموزِ شاہ کھلیں گے ابھی ابھی کیا ہے
اگر یزید کو تسلیم آدمی کیجیے
تو پھر بتانا پڑے گا کہ آدمی کیا ہے

نبی کے [illegible] مقدر ہے
مدینہ پڑھ سکتا [illegible] ہے
ابوسفیان پڑھ [illegible] ہے
ابوسفیان کی اولاد [illegible]

جناب سخن فتحپوری صاحب

# اَنَا نُقطَتہ تحت الباء

کون ہے وہ بندہ و معبود میں ربطِ حسیں
غور سے سنئے جو کہتا ہے نبیؐ کا جانشیں
میں وہ نقطہ ہوں جو زیر بائے بسم اللہ ہے
کتنا معنی خیز ہے قول امیر المومنین

لفظِ رب میں با جو آیا ہے اسے اب دیکھئے
سورۂ الحمد میں پڑھتے ہیں ربُّ العالمین
با جو ہے حرفِ مشدّد کہہ رہا ہے صاف صاف
اک سرا ہے میرا رب اور دوسرا ہے عالمین

بائے بسم اللہ کا نقطہ ہمیں سمجھا گیا
اول و آخر کا میں اک رابطہ ہوں یا نہیں
ربطِ محکم کس قدر ہے عبد اور معبود میں
منقطع ہو جائے رشتہ یا جو ہٹ جائے علیؑ ہیں

اے سخن مانگو دعا دیکر علیؑ کا واسطہ
دوسرا ایسا مدلل رابطہ کوئی نہیں

مرو

جناب سخن فتحپوری صاحب

# صراطِ مستقیم

کوئی کیا سمجھے کہ سچا کون سا ہے راستہ
من گھڑت جب کہ حدیثوں سے بنا ہے راستہ

ہر نئی وضع روایت نے بنا لی اپنی راہ
دین میں کتنا بڑا یہ سانحہ ہے راستہ

بعد پیغمبرؐ ہوئیں ایسی قیاس آرائیاں
اختلافِ رائے سے بنتا گیا ہے راستہ

حکم رب کے سامنے کیا حیثیت اجماع کی
کثرتِ آرا سے کب دیں کا بنا ہے راستہ

ایسی صورت دیکھ کر حیرت سے میں کہنے لگا
اے خدا تیری رضا کا کونسا ہے راستہ

آئی کعبہ سے ندا ہوش و خرد سے کام لے
تو علیؑ کو مان کر بھی ڈھونڈتا ہے راستہ

بہرِ مومن یہ انطامِ قدرتِ یزداں تو دیکھ
راستی کا کس طرح دکھلا رہا ہے راستہ

اپنے گھر کو مولدِ حیدرؑ بنایا اس لیے
اس کا مسلک عینِ مطلوبِ خدا ہے راستہ

سوئے ظن ہونے نہ پائے اب علیؑ کے باب میں
اپنے گھر سے اس لیے دکھلا رہا ہے راستہ

ہو کے شق دیوارِ کعبہ نے یہ ظاہر کر دیا
ساری دنیا سے علیؑ تیرا جدا ہے راستہ

ہے علیؑ بعد نبیؐ عینِ صراطِ مستقیم
وجہ گمراہی ہے جو بھی ماسوا ہے راستہ

بے تکلف گامزن ہو جا انھیں کی راہ پر
کوئی کہہ سکتا نہیں کیوں نانیا ہے راستہ

پنجتن کو مان دُنیا کے جھمیلوں میں نہ پڑ
ان جھمیلوں میں ہر اک الجھا ہوا ہے راستہ

بات سیدھی سی یہ ہے جنت جن کے گھر کی ہے کنیز
بس انھیں کے ساتھ رہ سیدھا کھرا ہے راستہ

جو ہیں سردارِ جناں بس ان کا دامن تھام لے
ان سے ہٹ کر سوئے دوزخ سب گیا ہے راستہ

حق بجانب یہ سخن سن کر مرے دل نے کہا
بالیقیں باطل ہے جو بھی دوسرا ہے راستہ

ہم بغیر آلِ قرآں لے کے بھی جی سکتے نہ تھے
موج کو دریا سے ہٹ کر کب ملا ہے راستہ

اب میں راہِ حق پہ ہوں کوئی یہ کہہ سکتا نہیں
کیوں جھجک کر دائیں بائیں دیکھتا ہے راستہ

اے سخن نورِ صفاتِ حق وہ کیا دیکھے بھلا
روزِ روشن میں جو اندھا ڈھونڈھتا ہے راستہ

## صدرِ محفل جناب فیض بھرتپوری صاحب

اسیرِ جہل خرد کے خلاف کرتا ہے
اصولِ عقل سے بھی انحراف کرتا ہے

یہ تیرا حج نہیں آتا سمجھ میں اے حاجی
قطعہ مکیں سے کد ہے مکاں کا طواف کرتا ہے

اٹل ہے دین کا قانون ٹل نہیں سکتا
کہ ٹاٹ شال دوشالے میں مل نہیں سکتا

محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ
قطعہ یہ پنجتن ہیں چھٹا ان میں مل نہیں سکتا

عنوانِ فتحِ قلعۂ خیبر لئے ہوئے
ہاتھوں میں فرقِ مرحب و عنتر لئے ہوئے

یہ عجب ہے کم ہیں مدحتِ مولا میں گر کہوں
قطعہ پلٹے علیؑ وقارِ پیمبر لئے ہوئے

## قصیدہ در مدح امیرالمومنین علیؑ ابنِ ابوطالب علیہ السلام

چلے تھے آج ہم اچھی گھڑی کہ ساقیا گھر سے
ہوئی مڈبھیڑ آتے ہی پیالہ مینا و ساغر سے

ہیں بادہ خوار پیمانہ بکف مشغولِ مے نوشی
اٹھا رکھا ہے میخانے کو سر پر ذکرِ حیدرؑ سے

ملائک شکلِ انساں میں ہیں پیمانہ بکف حاضر
شمیمِ خلد مہکی ہے ہر اک کے جسمِ اطہر سے

طبیعت سیر ہونے پر سرِ عرشِ بریں جا کر
کیا آگاہ سب کو اس نویدِ روح پرور سے

ہوئے ہیں خانۂ حق میں علیؑ مرتضیٰؑ پیدا
جونہی پہنچی خبر یہ عرش پر اللہ کے گھر سے

کیا ساماں فراہم تہنیت کا پھر تو رضواں نے
لئے گل باغِ جنت سے تو دھوئے آبِ کوثر سے

چنے کچھ کشتیوں میں تحفۂ خوش رنگ منگوا کر
ستارے چرخ سے بو گل سے اور گوہر سمندر سے

مناسب جو بھی سمجھا لے لیا اس نے اسی شے کو
اجالا شمس سے اور چاندنی ماہِ منور سے

پئے نازک بدن۔ نازک سے نازک چن لئے تحفے
نزاکت گل سے شوخی حسن سے بو مشک و عنبر سے

کئے پھر منتخب گلہائے رنگیں بہرِ گلدستہ
لکھا نامِ علیؑ مرتضیٰؑ جبریل کے پر سے

چلا بیساختہ سوئے زمیں شوقِ زیارت میں
پہنچتے ہی جبیں کو کر لیا مس بابِ حیدرؑ سے

گزارش دست بستہ کی ابوطالبؑ کی خدمت میں
مبارکباد کو آیا ہے خادم عرشِ داور سے

پئے اسپند رکھکر آتشِ گل پر ستاروں کو
کہا یارب بچانا اس کو چشمِ فتنہ پرور سے

کہاں رضواں کہاں میں عشق لیکن عشق ہے پھر بھی
تصور ہو گیا بیچین شوقِ دیدِ حیدرؑ سے

نہ تھا شایاں جو خالی ہاتھ بہرِ تہنیت جانا
چلا میں نقدِ جاں لیکر مبارکباد کو گھر سے

نظر ملتے ہی سر کو رکھ دیا پائے مبارک پر
سخی نے بھر دیا دامن کو میرے لعل و گوہر سے

کلیمؑ و طور کا نقشہ ابھی آنکھوں میں پھر جائے
ہٹا کر دیکھئے دامن ذرا روئے منور سے

خوشی سے ان کا ننھا سا کلیجہ پھول جاتا تھا
نبیؐ کی گود میں آتے تھے جب آغوشِ مادر سے

نظر بنتِ اسد کی دو قدم آگے ہی رہتی تھی
ذرا یہ گھٹنیوں چل کر نکل جاتے تھے جب گھر سے

انھیں کی شان میں قرآں ہے مدحت کا اک قصیدہ ہے
مدارج پوچھتے ہیں ان کے گر پوچھو پیمبرؐ سے

سند بھی جانشینی کی تجھے مل جائیگی منکر
شبِ ہجرت کے بستر سے غدیرِ خم کے منبر سے

حسیں یوسفؑ سے علیؑ کہہ دے فکر کی پستی نہیں ورنہ
ہے بالا حسنِ حیدرؑ سرحدِ ذہنِ سخنور سے

علیؑ ہیں سابق الاسلام بت توڑے ہیں کعبے میں
سند اس امر کی ملجائیگی دوشِ پیمبرؐ سے

سخاوت یہ کہ دی انگشتری سائل کو سجدے میں
شجاعت انکی سن لینا زبانِ بابِ خیبر سے

یہ آڑے وقت میں پیغمبروں کے کام آتے ہیں
بھلا غیروں کو کیا نسبت ہے دامادِ پیمبرؐ سے

عقیدہ ہی نہیں یہ بات ہے قرآں سے ثابت
علیؑ بعدِ نبیؐ کونین میں بہتر ہیں بہتر سے

نصیری انکو کہتے ہیں خدا دنیا پہ روشن ہے
علیؑ کیا ہیں یہ پوچھو بوذرؓ و سلمانؓ و قنبر سے

حقیقت میں غدیرِ خم کا منبر اس کا شاہد ہے
نبیؐ کے بعد مولا ہیں یہ اعلانِ پیمبرؐ سے

شمار اپنا ہوا ہے جب سے ان کے مداح خوانوں میں
مقدر فیض اپنا بڑھ گیا بختِ سکندر سے

## مستفیض حسین نقوی فیض امروہوی

### منقبت بہ عنوان غدیر خم مولائے کائنات ؑ

کیا لطفِ نبوت ہے کیا فیضِ امامت ہے
جو ذرہ ہے صحرا کا وہ محوِ تلاوت ہے

بخٍ کی صداؤں سے گونج اُٹھا غدیرِ خُم
احمدؐ کے برادر کا یہ جشنِ ولادت ہے

ہر گام محبت کا چلنے لگا میخانہ
کیا حیدرؑی رندوں پہ ساقی کی عنایت ہے

اس آیۂ بلغ سے ہوتا ہے یہی ظاہر
اب دین ہوا کامل یہ حکمِ مشیت ہے

حیدرؑ کو جو چاہے گا پائے گا محمدؐ کو
عرفانِ محبت ہی عرفانِ رسالت ہے

کیا کام بھلا مجھ کو اب دولتِ دنیا سے
محفوظ مرے دل میں ایمان کی دولت ہے

اُنگلی کے اشارے سے پلٹا دیا سورج کو
یہ اُن کی نگاہوں کی ادنیٰ سی کرامت ہے

مانگا جو کبھی اُن سے پایا ہے وہی ہم نے
اس دین کے میں قرباں کیا شانِ سخاوت ہے

اے فیضؔ یہ نعمت تو پاتے ہیں فقط مومن
حیدرؑ کی محبت ہی جنت کی ضمانت ہے

ٹمرع

سید خلیق حسن نقوی کامل

# قصیدہ در مدح امام عصرؑ

رہو گے دُور آنکھوں سے امامِ دوجہاں کبتک
ہمارے صبر کا مولاؑ یہ آخر امتحاں کبتک

تمہاری عارضی غیبت کا شکوہ ہم نہیں کرتے
مگر اتنا بتا دو ہوگا وہ جلوہ نہاں کبتک

نہایت شان سے خلوت میں کی ہے رہبری لیکن
رہے گا کارواں سے دُور میرِ کارواں کبتک

ہمیں شوقِ زیارت ہے انھیں ذوقِ ہدایت ہے
یہ پردہ غیب کا پھر بھی ہمارے درمیاں کبتک

اگر تم خود نہیں آتے تو نقشِ پا ہی دکھلا دو
یونہی بھٹکا کریگا زندگی کا کارواں کبتک

بتا اے ابرِ رحمت تو نظر کے سامنے تیری
ترے ہوتے ہوئے جلتا رہے گا آشیاں کبتک

تمہاری تو جوانی جاوداں ہے دیکھنا یہ ہے
ہماری یہ اُمنگیں بھی رہیں گی نوجواں کبتک

ترے در کیلئے مدت سے ہے بیتاب پیشانی
جبیں کو میری ترسائے گا تیرا آستاں کبتک

شکایت تو نہیں کامل مگر اس دورِ غیبت میں
سنیں ہم طعنۂ دشمن بتا دو مہرباں کبتک

## جنابِ معجزؔ جونپوری

# منقبت

### در مدح امام حسن علیہ السلام

کیا ہے اگر نہیں ہے یہ الطافِ پنجتنؑ — رہتا ہے اپنے حال میں معجزؔ سدا مگن

اللہ رے اہتمام ثنائے امام کا — خوشبوئے شعر پھیل رہی ہے چمن چمن

اہلِ ولا سجائیں مودّت کی انجمن — کاشانۂ بتولؑ میں ہے آمدِ حسنؑ

آیا جہاں میں پہلا نواسہ رسولؐ کا — یارب بھرا پُرا رہے زہراؑ کا یہ چمن

کوثر کی شان دیکھ کے زہراؑ کی گود میں — رہ رہ کے مسکراتے ہیں پیغمبرؐ زمن

روئے حسنؑ کو دیکھ کے کہتے تھے مصطفےٰؐ — کس درجہ مجھ سے ملتا ہے زہراؑ کا گلبدن

صورت میں مصطفےٰؐ ہے شجاعت میں مرتضیٰؑ — چتون سے ہے عیاں ابوطالبؑ کا بانکپن

زہراؑ کے لال مہرِ جلال و جمال ہیں — حیدرؑ نما حسینؑ محمدؐ نما حسنؑ

محفوظ خود کو رکھا سیاست کے دام سے — دنیا فریب دے نہ سکی مرحبا حسنؑ

صلح حسن نے اور بھی میدان دے دیا — محدودِ کربلا نہ رہا کربلا کا بن

تیار ہو رہی تھی جماعت حسینؑ کی — آمادہ صلح پر ہوئے اس واسطے حسنؑ

صلحِ حسنؑ شکست نہیں احتیاط ہے — کانٹوں سے صاف ہوتا ہے یہ کربلا کا بن

اس کا ظہور دیکھنا قاسمؑ کی جنگ میں — خُلقِ حسن میں جذب ہے حیدرؑ کا بانکپن

حیدرؑ کی ذوالفقار کو زحمت دیئے بغیر — صلحِ حسنؑ نے جیت لیا اہلِ شر سے رن

مدحِ حسنؑ تو کیجیے لیکن رہے خیال

جلوہ نشیں ہیں بزم میں معجزؔ رئیسِ فن

# مشہورؔ جعفری

جس کے دل میں اُلفتِ سرکار ہے
صرف وہ ہی خُلد کا حقدار ہے

ہو مبارک صاحبانِ صدق کو
آج جشنِ حیدرِ کرار ہے

زر کو ٹھکرانے کی خاطر دوستو
عزمِ بوذر بالیقین درکار ہے

صبر حکمت علم ایماں آگہی
صاحبانِ حق کا یہ کردار ہے

فاطمہؑ بنتِ اسد داخل ہوئیں
شق وہ کعبے کی ہوئی دیوار ہے

یہ ہے حیدر اِس کی خاطر در بنا
علم کا در صدق کا شہکار ہے

مصطفٰےؐ کے رُخ پہ ہے تابندگی
مرتضٰے سے مصطفٰے کو پیار ہے

جس کا ثانی جز نبیؐ کوئی نہیں
مرتضٰےؑ وہ آئینہ بردار ہے

نعرۂ حیدرؑ کا ظاہر ہے اثر
زعمِ باطل کا اثر بیکار ہے

ہیں بنائے کُن فقط آلِ نبیؐ
ذاتِ احمد نکتۂ پرکار ہے

مرتضٰےؑ ہیں آئینہ جوہرِ نبیؐ
اور یہ کتابِ رب کا ہر شہکار ہے

المدد مولا علیؑ مشکل کشا
پھر زمانہ برسرِ پیکار ہے

باعمل کی زندگی ہے زندگی
بے عمل کی زندگی آزار ہے

صدق دل سے پڑھتا جا نادِ علیؑ
زندگی سے کس لئے بیزار ہے

کیسے ڈوبے گا سفینہ عشق کا
جب علیؑ کے ہاتھ میں پتوار ہے

سچ ہے شیعانِ علیؑ سے اے مشہورؔ
سارا عالم مرکزِ انوار ہے

maablib.com

# محکومیت

محکومیت پہ اپنی مجھے فخر کیوں نہ ہو
اک بادشاہ، ایک بحکمِ خدا ولی
نازش ملوکیت سے نہیں واسطہ مجھے
آقا رسولِ پاکؐ تو مولا مرے علیؑ

---

## مولائے کائنات کے حضور

جب نگاہیں نہ ہوں امامت پر — ہو نہ گمراہ کیوں نہ فکرِ بشر
مرے پاس آیا تھا فرشتہ کل — یہی مولاؑ کی منقبت لے کر
چند اشعار اس کی نذر کروں — ذکر جس کا عبادتِ داور
کرمِ رب ہو دیکھنا جس کا — بند آنکھیں کروں تو آئے نظر
دل پہ لکھا ہوا ہے نامِ علیؑ — بحفاظت نہ کیوں ہو میرا گھر
ساری دنیا کی جرائتیں قرباں — صرف دو انگلیوں کی طاقت پر
از ازل تا ابد نگاہِ علیؑ — اس لیے دو جہاں کے ہیں لنگر
صبر و تلوار ہاتھ میں دونوں — عقلِ انساں ہے آج تک ششدر

میں غلامِ علیؑ ہوں اے نازشؔ
تاجِ شاہی ہے میری ٹھوکر پر

از سید محمد جعفر وسیم

# حضرت عباس علیہ السلام

گلشنِ آلِ محمد کے گلِ تر عباسؑ — عطرِ اخلاص و محبت سے معطر عباسؑ
صدفِ خلق و مروت کے درخشاں گوہر — فلکِ مہر و وفا کے مہِ انور عباسؑ
راہِ تسلیم و رضا کے لئے شمعِ روشن — رہروانِ رہِ اخلاص کے رہبر عباسؑ
حسن کو ناز ہے اس عشق کی قربانی پر — یوں تھے پروانۂ شمعِ رخِ سرور عباسؑ
آپ تھے طاقتِ بازوئے شہِ کرب و بلا — آپ تنہا ہی تھے ان کے لئے لشکر عباسؑ
آپ کو اپنا پسر کہتی تھیں خاتونِ جناں — آپ پر فخر کناں بنتِ پیمبر عباسؑ
آپ تھے بابیِ سکینہ کیلئے آسِ عباسؑ — بے سہارا ہوئی وہ آپ سے چھٹ کر عباسؑ
مثلِ جعفر ہیں رہِ حق میں کٹے آپ کے ہاتھ — کیا تعجب جو ملیں خلد میں شہپر عباسؑ

جبہ سائی کو ہے بیچین زمانے سے وسیم
اب تو دکھلا دیں اسے روضۂ انور عباسؑ

سید سبطِ جعفر

## شبیہِ مصطفےٰؐ

کمالِ حق جمالِ کبریا ہے — علیؑ تیور شبیہِ مصطفےٰ ہے
نظر آتے ہیں جلوے پنجتنؑ کے — علیؑ اکبر اک ایسا آئینہ ہے
نہیں گو منصبِ عصمت پہ فائز — مگر پھر بھی بعید از خطا ہے
ہیں دادا نورِ اول کلِ ایماں — برادر نوحِ آلِ مصطفےٰؐ ہے
جو ہے پروردگارِ صبر بابا — چچا ان کا خداوندِ وفا ہے
شریکِ بزم ہوں کیونکر نہ زینبؑ — شبیہِ مصطفےٰؐ کا تذکرہ ہے
کہا رضواں نے اب محفل جمے گی — جناں میں سبطِ جعفر آ گیا ہے

جناب وقار محسن صاحب

# منقبت

یہی حاصل ہے میری زندگی کا
میں کیسے چھوڑ دوں دامن علیؑ کا

قصیدہ پڑھ رہا ہوں میں علیؑ کا
مزا آنے لگا ہے بندگی کا

ملے علم و یقیں کی بھیک مجھ کو
میں سائل ہوں درِ نفسِ نبیؐ کا

نمازِ عشق کہتے ہیں اسی کو
نبیؐ کا سر ہے اور زانو علیؑ کا

درِ ابنِ علیؑ ہے میرا مسکن
مجاور ہوں درِ سبطِ نبیؐ کا

اُسے خلدِ بریں میں مل گیا گھر
جو دل سے ہو گیا حق کے ولیؑ کا

سخاوت ناز کرتی ہے علیؑ پر
کھلا رہتا ہے در، ہر دم نبیؐ کا

پسینہ آگیا ہے گردشوں کو
لیا ہے نام جب میں نے علیؑ کا

درِ اقدس پہ محسنؔ کو بلا لو
بھروسہ کچھ نہیں ہے زندگی کا

از
صوفی سید عنبر علی شاہ وارثی صاحب مدظلہ
(پیش کردہ جناب سبط جعفر صاحب)

# قطعہ

الحمد کہ من بندۂ حیدرؑ ہستم
در میکدۂ عشق سکندر ہستم

مخمور شدہ از بادۂ عرفاں عنبرؔ
در دیرِ خرابات قلندر ہستم

---

رقم ہیں عرشِ بریں پر ترے صفات علیؑ
ہے فخرِ کشورِ کونین تیری ذات علیؑ

فدائے روئے منور نثارِ نقشِ قدم
یہ میرا دل مرا ایماں مری حیات علیؑ

نبیؐ نے بر سرِ منبر کہا ہے اے عنبرؔ
امامِ اوّل و مولائے کائنات علیؑ

۲۰۰۶ء

11837

# دم ہمہ دم علیؓ علیؓ

سنیٹر جناب مولانا کوثر نیازی سابق مرکزی وزیر پاکستان

(۱)

عجز ہے میری برتری
فقر مرا تونگری
فخر مری قلندری
سر پہ ہے دستِ حیدریؓ
پیر مرا علیؓ ولی
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ

(۲)

اللہ و مصطفےٰؐ ترے
دونوں جہاں گدا ترے
کون و مکاں سدا ترے
قلب و جگر فدا ترے
باغِ جناں تیری گلی
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ

(۳)

عظمتِ حسنِ کبریا
اُلفتِ دینِ مصطفےٰؐ
حسرتِ زیستِ انبیا
بیعتِ دستِ اولیا
تیری ہی ذات سے چلی
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ

(۴)

قوّتِ بازوئے نبیؐ
عظمتِ نوعِ آدمی
سطوتِ علمِ عالمی
حشمتِ حلمِ ہاشمی
حکم ترا ہے عادلی
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ

(۵)

کوثرِ خستہ گام کا
آپ کے اِس غلام کا
دل جو ہوا ہے غمزدا
آپ کو یاد کر لیا
سر سے ہر اک بلا ٹلی
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ
دم ہمہ دم علیؓ علیؓ

بہ شکریہ (روزنامہ جنگ کراچی)
مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۸۶ء

پیش کردہ،

فصیح احمد ظاہر حسین۔ صدر
تنظیم اسلامی اتحاد
کراچی

maablib.com

# حدیثِ رفتگاں

نتیجۂ فکر حسان السندھ علامہ ظہور الحسن درسؒ عطیہ جناب مولانا محمد اصغر درس مدظلہٗ

السلام اے نورِ چشمانِ رسولؐ — السلام اے راحتِ قلبِ بتول
السلام اے کشتۂ ظلم و جفا — السلام اے بادشاہِ کربلا
السلام اے تشنۂ نہرِ فرات — السلام اے باعثِ امن و نجات
السلام اے رونقِ گلزارِ دیں — السلام اے ابنِ ختم المرسلیں
السلام اے پیکرِ صبر و رضا — السلام اے مصدرِ مہر و وفا
السلام اے دستگیرِ بیکساں — السلام اے چارۂ بے چارگاں
السلام اے حامیٔ روزِ نشور — السلام اے قوتِ قلبِ ظہور

نوٹ:۔ علامہ ظہور الحسن درسؒ صاحب کی دینی و ملی خدمات کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ نئی نسل کو ان کی بلند و بالا شخصیت سے روشناس کرانے کیلئے بس اتنا بتا دینا کافی ہے۔ کہ جب ۱۴ اگست ۴۷ء کو پاکستان بنا۔ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ کراچی کو دارالحکومت بنایا گیا۔ چار دن کے بعد یعنی ۱۸ اگست ۴۷ء کو نئی مملکت پاکستان کی پہلی عید الفطر منائی گئی۔ لوگوں کے جوش و خروش کا کیا عالم تھا۔ کیا غریب کیا امیر پورا شہر عید گاہ کی طرف دوڑ پڑا۔ یہ نماز عید مرکزی عید گاہ بندر روڈ (جس کے سامنے آجکل جامعہ کلاتھ مارکیٹ ہے) میں ادا کی گئی۔ اور اس نماز کی امامت کے فرائض حضرت ظہور الحسن درس صاحب نے انجام دیئے۔ تمام مسلمانوں نے بلا امتیاز فرقہ علامہ ظہور الحسن درسؒ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ قائد اعظمؒ اور جتنے وزراء۔ لیڈر تھے سب نے وہیں نماز پڑھی۔ اور پاکستان کا پہلا پیغام عید بھی وہیں سے نشر کیا گیا۔ اور اس سال پورے کراچی میں بس وہیں نماز عید ادا کی گئی۔ یہ شہر جمشید روڈ تک محدود تھا۔ اس وقت نہ صوبائیت تھی نہ فرقہ واریت ورنہ پاکستان وجود ہی میں نہ آتا۔

# یاد رکھیئے

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے تمام لوگ محفوظ رہیں۔ مومن وہ ہے جس سے تمام لوگوں کی جانیں اور مال محفوظ رہے۔" قولِ رسولِ مقبولؐ (نسائی شریف)

---

پاکستان ایک نعمت ہے اس کی حفاظت میں حصہ لیجیے۔ جو کوئی صوبائی عصبیت یا فرقہ وارانہ نفرت پھیلا رہا ہے وہ ملک و ملت کو شعوری یا لاشعوری طور پر تباہ کر رہا ہے۔ ایسے لوگ کسی محبِّ وطن کے لیڈر نہیں ہو سکتے ان سے ہوشیار رہیئے۔

ناشر: زین العابدین

11837
maablib.com